

جامعہ حقانیہ کاترجمان

ساہیوال
سرگودھا

الحقانیہ

مجلہ

جمادی الاولیٰ ۱۴۳۷ھ مارچ ۲۰۱۶ء



بانی: فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالشکور رزمی قدس سرہ

فہرست

- 3 حضرت مولانا وکیل احمد شیروانی رحمہ اللہ تعالیٰ مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدظلہم
- 11 درس حدیث حضرت مولانا منظور احمد نعمانی رحمہ اللہ تعالیٰ
- 13 ملفوظات حکیم الامت رحمہ اللہ حضرت مولانا مفتی محمد حسن امرتسری قدس سرہ
- 15 آہ! شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق رحمہ اللہ تعالیٰ حافظ سید محمد اکبر شاہ بخاری زید مجدہ
- 20 اصلاحی مکاتیب فقیہ العصر مفتی سید عبدالشکور ترمذی قدس سرہ
- 26 مکتوبات حضرت ترمذی قدس سرہ سید محمد عمیر شاہ بخاری
- 33 داستان سفر حرمین شریفین سید عبدالواسع ترمذی
- 44 تواریخ وفات مولانا وکیل احمد شیروانی رحمہ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر قاری خلیل احمد تھانوی مدظلہم
- 48 اخبار الجامعہ مولانا سجاد حسین زید مجدہ

خط و کتابت کیلئے: دفتر ماہنامہ الحقانیہ جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا

web-www.alhaqqania.org

E-mail-alhaqqania@yahoo.com

048-6786002/6786899

پبلشر: مفتی سید عبدالقدوس ترمذی پرنٹر: جناب محمد منیر صاحب فاسٹر پرنٹنگ پریس سرگودھا

کمپوزر: جناب حافظ سید عبدالغفور صاحب ترمذی

نوٹ: رسالہ کے متعلق معلومات کے لیے رابطہ نمبر: 0301-4843429

رسالہ نہ ملنے کی صورت میں رابطہ نمبر: 0301-0331-6769897

کلمۃ الحق

مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدظلہم

حضرت مولانا وکیل احمد شیروانی رحمہ اللہ تعالیٰ

مؤرخہ ۶/ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ بمطابق ۱۷ جنوری ۲۰۱۶ء بوقت صبح ساڑھے سات بجے حضرت الشیخ مولانا مشرف علی صاحب تھانوی دامت برکاتہم نے فون پر بتایا کہ پانچ بجے صبح مولانا وکیل احمد شیروانی انتقال کر گئے ہیں، ان اللہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا مرحوم کی علالت کی خبریں کئی روز سے آرہی تھیں اس لیے احقر ناکارہ سوچ رہا تھا کہ لاہور حاضر ہو کر ان کی تیمارداری کروں اور ملاقات بھی، یہ ارادہ آج کل پرلتا رہا بندہ ان کی زندگی میں لاہور حاضر نہ ہو سکا اور بالآخر ان کا وقت موعود آ گیا اور وہ عالم برزخ کی طرف روانہ ہو گئے، ان اللہ ما اخذولہ ما عطیٰ وکل عندہ باجل مسمی۔

جنازہ کے بارہ میں معلوم ہوا کہ بعد ظہر جامعہ اشرفیہ میں ہوگا، پروگرام کے مطابق احقر نے سو موٹر کولاہور جانا تھا لیکن دل نے گوارہ نہ کیا کہ ان کے جنازہ میں شرکت سے محرومی ہو اس لیے احقر عزیز مولوی محمد صدیق اور برخوردار عبدالناصر سلمہما کے ہمراہ نوبے ساہیوال سے لاہور روانہ ہو گیا۔

ایک بجے ہم جامعہ اشرفیہ پہنچے، حضرت مولانا مرحوم کا جسدِ خاکی زیارت کے لیے دارالافتاء اور دارالاہتمام کے درمیان رکھا ہوا تھا، ہم نے بھی زیارت کی تو یوں محسوس ہوا کہ اب وہ ہمیشہ کے لیے اپنے آپ کو پرسکون محسوس کر رہے ہیں، تمام متعلقین و احباب خاص کر ان کے فرزندان کو سو گوار پایا، احقر نے ان سے ہمدردی کا اظہار کیا، صبر کی تلقین کے ساتھ حضرت کے لیے مغفرت اور رفع درجات کی دعا کی۔

پونے دو بجے ظہر کی نماز سب نے حضرت مولانا فضل الرحیم مدظلہم کی اقتداء میں ادا کی، نماز کے فوراً بعد حضرت نے مولانا مرحوم اور ان کے حضرت والد ماجد رحمہ اللہ کے

حوالہ سے نہایت مختصر مگر جامع بیان فرمایا اور پھر ہمارے مخدوم و مکرم حضرت الاستاذ مولانا صوفی محمد سرور صاحب دامت برکاتہم نے نماز جنازہ پڑھائی جس میں ہزاروں افراد اور علماء کرام و طلبہ نے شرکت کی۔ برادر م جناب عبدالوحید ثناء کے ساتھ تدفین میں بھی شرکت ہوئی، رات کو احقر محترم جناب ڈاکٹر خلیل احمد تھانوی مدظلہم کے ہمراہ حضرت مولانا کے مکان پر حاضر ہوا اور ان کے فرزند ان سے تعزیت کی، انہیں حضرت مولانا مرحوم اور ان کے حضرت والد ماجد رحمہ اللہ کے ساتھ اپنے دادا جان رحمہ اللہ کے تعلقات کے حوالہ سے بتایا، ان سے درخواست کی کہ وہ ان تعلقات کے لحاظ کے ساتھ حضرت مولانا مرحوم کی دین اسلام اور مجلس صیانتہ المسلمین کے لیے دن رات کی جدوجہد کا خیال کرتے ہوئے ان کے مشن کو آگے لے کر بڑھیں اور اسے ترقی دیں۔ ان حضرات نے اس کا وعدہ کیا، حق تعالیٰ انہیں اس کی توفیق عطا فرمائیں اور خدا کرے کہ ان کی اولاد اور مجلس صیانتہ المسلمین ان کے لیے بہترین صدقہ جاریہ ثابت ہو، آمین۔

حضرت مولانا وکیل احمد شیروانی رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ کے محبوب خلیفہ پیارے میاں حضرت مولانا جلیل احمد شیروانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے فرزند ارجمند اور حضرت مسیح الامت مولانا مسیح اللہ خان جلال آبادی قدس سرہ کے بھانجے اور خلیفہ تھے، ان کے والد ماجد رحمہ اللہ علی گڑھ کے نواب جناب مصلح الدین مرحوم کے فرزند گرامی اور حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے عاشق زار تھے۔ انہوں نے علی گڑھ کی تمام جائیداد کا انتظام کر کے تھانہ بھون میں اپنی دینی تعلیم کی تکمیل فرمائی، حضرت علامہ ظفر احمد عثمانی اور احقر کے جد امجد حضرت مفتی عبدالکریم گمٹھلوی رحمہما اللہ تعالیٰ سے فتویٰ کی تربیت بھی حاصل کی اور پھر حضرت حکیم الامت قدس سرہ کی حیات تک تھانہ بھون میں ہی مقیم رہے، حضرت کے ملفوظات کا عظیم ذخیرہ اور صیانتہ المسلمین حضرت پیارے میاں کی عظیم یادگار ہیں۔

تقسیم ہند کے متصل بعد آپ پاکستان لاہور تشریف لے آئے اور یہاں حضرت

مولانا مفتی محمد حسن قدس سرہ کی سرپرستی میں مجلس کا کام کرتے رہے، بالآخر ساٹھ سال کی عمر میں ۱۳۷۵ھ بمطابق ۱۹۵۵ء میں انتقال فرمایا۔ آپ کے تفصیلی حالات ”ذکر جلیل“ اور ”بزم اشرف کے چراغ“ میں طبع ہو چکے ہیں۔

حضرت مولانا وکیل احمد کی پیدائش اسی زمانہ کی ہے جب آپ کے والد ماجد تھانہ بھون میں مقیم تھے، غالباً ۱۹۳۶ء ۱۳۵۵ھ میں پیدا ہوئے۔ حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ نے دیکھتے ہی ان کا نام مگن میاں تجویز فرمایا تھا، اس نام کے اثرات ان پر ساری زندگی رہے۔

ابتدائی تعلیم انہوں نے تھانہ بھون کے مدرسہ امداد العلوم میں حاصل کی اور تقسیم ہند تک وہ وہیں تعلیم حاصل کرتے رہے، پاکستان آمد پر جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد میں تعلیم کا آغاز کیا اور یہیں سے درس نظامی کی تکمیل کی، فراغت کے بعد جامعہ اشرفیہ میں ہی تدریس کے کی خدمات پر مامور ہوئے اور ایک عرصہ تک حضرت مفتی اعظم مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی قدس سرہ کی زیر نگرانی آپ نے فتاویٰ کا کام بھی کیا۔ ان تمام دینی علمی خدمات کے ساتھ مجلس صیانتہ المسلمین کے کام سے ان کو والہانہ تعلق تھا۔ اس کی ترقی و اشاعت کے لیے آخر دم تک وہ فکر مند رہے۔

مجلس کا مرکزی دفتر جامعہ اشرفیہ لاہور میں رہا لیکن مجلس کے مستقل قیام اور کام کے لیے وہ ایک معتد بہ جگہ لینے میں کامیاب ہو گئے، چنانچہ سندر میں تقریباً اٹھارہ کنال جگہ انہوں نے حاصل کی اور ایک عظیم الشان مسجد اور مدرسہ کی عمارت بھی تعمیر کی اور ساتھ ہی مجلس کا کام بھی وہاں ہوتا رہا، صیانتہ المسلمین کی مناسبت سے مدرسہ کا نام حضرت والد ماجد رحمہ اللہ نے صیانتہ العلوم تجویز فرمایا جسے ارباب شوریٰ نے متفقہ طور پر منظور کر لیا اور اب اسی نام سے یہ ادارہ دینی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ مجلس کے عنوان سے مستقل جگہ پر عمارت اور مسجد و مدرسہ کا قیام یقیناً حضرت مولانا مرحوم کا بڑا کارنامہ اور صدقہ جاریہ ہے

جوان شاء اللہ ہمیشہ یادگار اور صدقہ جاریہ رہے گا۔

حضرت پیارے میاں رحمہ اللہ کی وجہ سے حضرت مولانا مرحوم کے احقر کے والد ماجد رحمہ اللہ سے خاص تعلقات تھے، ان کی والدہ ماجدہ صاحبہ بھی حضرت والد ماجد کو اپنی اولاد کی طرح ہی سمجھتی تھیں، کیونکہ احقر کی دادی جان رحمہا اللہ تعالیٰ کا تھانہ بھون میں جس مکان میں قیام تھا وہ حضرت پیارے میاں کے مکان کے بالکل ساتھ تھا اس لیے حضرت مولانا وکیل احمد صاحب رحمہ اللہ کی والدہ اور احقر کی دادی جان میں بڑے گہرے تعلقات تھے، حضرت پیارے میاں احقر کے جد امجد حضرت مفتی عبدالکریم گمٹھلوی رحمہ اللہ کے شاگرد رشید تھے اس لیے حضرت والد ماجد پر وہ بھی شفقت فرماتے تھے حضرت مولانا وکیل احمد صاحب کو ان حالات کا علم تھا اس لیے وہ ہمیشہ ان تعلقات کا لحاظ فرماتے تھے، مجلس صیانتہ المسلمین کے تمام اہم معاملات میں وہ حضرت والد صاحب سے رجوع فرماتے اور ان کے مشوروں پر عمل پیرا ہوتے تھے۔

حضرت والد صاحب نے ان کی فرمائش پر کئی مضامین و مقالات تحریر فرمائے جو انہوں نے ماہنامہ ”الصیانتہ“ میں اور الگ بھی شائع کئے۔ ۱۴۰۰ھ بمطابق ۱۹۸۰ء میں جب دارالعلوم دیوبند میں صد سالہ اجتماع ہوا، حضرت والد ماجد بھی اس میں شریک ہوئے اور واپسی پر آپ نے سفرنامہ تحریر فرمایا جسے شائع کرنے کی انہوں نے بڑی خواہش فرمائی، ایک عرصہ وہ ان کے پاس ہی رہا اور بالآخر کراچی سے طبع ہوا۔

حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ کی علمی دینی، فقہی، تفسیری، اور حدیثی خدمات پر متعدد مقالات کا ایک عظیم مجموعہ ”اشرف المقالات“ کے نام سے انہوں نے مرتب فرمایا، اس کے لیے پیش لفظ اور تین مقالے جو دراصل اس کتاب کی روح ہیں حضرت والد ماجد رحمہ اللہ نے مولانا مرحوم کی درخواست و اصرار پر تحریر فرمائے تھے، جو ”اشرف المعارف“ کے نام سے بعد میں الگ بھی شائع ہوئے، اسی طرح مجلس سے متعلق

ایک مضمون جو الگ طبع ہوا وہ بھی مولانا مرحوم کی فرمائش پر ہی لکھا گیا۔ حضرت والد صاحب رحمہ اللہ اکثر ان کی درخواست اور فرمائش کو منظور فرمالیتے اور مجلس کے لیے طویل سفر بھی کرتے اور مضامین بھی تحریر فرماتے۔

احقر کو خوب یاد ہے کہ جب سندرمیں مجلس کے لیے الگ جگہ ملی تو وہ حضرت والد ماجد کو اپنے ساتھ سندر لے گئے اور ان سے اس جگہ پر دعا کرائی، اس وقت وہاں تعمیر کا کام شروع نہیں ہوا تھا، اس کے بعد بحمد اللہ وہاں خاصا تعمیری کام ہوا اور پھر یہ جگہ مجلس کا مرکز قرار پائی۔ ”تعلیمات اسلام“ کے نام سے حضرت مسیح الامت مولانا مسیح اللہ خان صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی بڑی جامع کتاب ہے مولانا مرحوم نے اس پر نظر ثانی کرائی اور حضرت والد ماجد کے پیش لفظ کے ساتھ اسے شائع فرمایا، ان کی خواہش تھی کہ وفاق المدارس اسے ابتدائی درجہ کے طلبہ کے لیے اپنے نصاب میں شامل کر لے۔

حضرت مولانا نجم الحسن تھانوی، حضرت مولانا وکیل احمد شیروانی اور حضرت مولانا عبدالدیان رحمہم اللہ تعالیٰ کے علاوہ حضرت شیخ مولانا مشرف علی تھانوی مدظلہم نے مجلس کے لیے جو خدمات سرانجام دی ہیں وہ تاریخ کا ایک سنہری باب ہیں، ہمارے مخدوم و مکرم حضرت مولانا عبید اللہ صاحب دامت برکاتہم نے ہمیشہ مجلس کی سرپرستی فرمائی مولانا مرحوم ہمیشہ اس کا اعتراف فرماتے رہے اور اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ حضرت مولانا مرحوم نے آخری بیس سالہ دور میں مجلس کا جو کام کیا اس میں ان کے دست باز و حضرت مولانا عبدالدیان صاحب سلیمی رحمہم اللہ تعالیٰ رہے، اسی لیے ان کی وفات کے بعد وہ بالکل نڈھال ہو گئے اور پھر ان کے لیے تنہا کوئی کام کرنا دشوار ہو گیا بلکہ ان کے بعد وہ مسلسل کمزوری اور بیماریوں کا شکار رہنے لگے اور بالآخر اس جہان فانی سے چل بسے۔

احقر ناکارہ ذوالحجہ ۱۳۹۴ھ میں پہلی بار حضرت والد ماجد رحمہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ لاہور حاضر ہوا، احقر نے اس وقت پہلی بار حضرت مولانا مرحوم کی زیارت کی، اور پھر بار بار

لاہور حاضری پر ان سے ملنے کا اتفاق ہوتا رہا، مجلس صیانتہ المسلمین لاہور کے سالانہ اجتماعات پر بھی ان کی زیارت ہوتی، کئی مرتبہ حضرت والد صاحب کے ساتھ ان کے مکان ذی شان بیت الاشراف ماڈل ٹاؤن میں قیام بھی ہوا، جب احقر تعلیم کے لیے جامعہ اشرفیہ لاہور میں مستقل دو سال کے لیے مقیم ہوا اس وقت خاص طور سے ان کی مجالس اور محافل میں بیٹھنے کا موقع ملا اور ان کے توسط سے مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خان قدس سرہ کی خدمت میں بھی باریابی کا شرف حاصل ہوا اور حضرت مسیح الامت قدس سرہ سے بیعت بھی بیت الاشراف ہی میں ہوئی، اس میں حضرت مولانا مرحوم کی عنایت کا خاص دخل تھا۔

شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ میں احقر لاہور سے ساہیوال آ گیا لیکن خط و کتابت کے ذریعہ ان سے برابر رابطہ رہا، پھر جب کبھی لاہور جانا ہوتا ان سے ملاقات کئے بغیر واپسی نہ ہوتی، حضرت مولانا مرحوم کو ہر وقت مجلس کے کام کی دھن تھی وہ ہر وقت اس کی ترقی کے بارہ میں مشورہ فرماتے اور فکر مندر رہتے تھے، حضرت شیخ مکرم فاضل مٹھم شیخ الحدیث مولانا مشرف علی تھانوی صاحب مدظلہم اور مولانا موصوف نے حضرت مخدوم مکرم مولانا سید نجم الحسن تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی سرپرستی میں مجلس کی اشاعت اور جماعت سازی کے لیے ملک بھر کا دورہ کیا اور جگہ جگہ مجلس کی شاخیں قائم کیں، سالانہ اجتماع کے ذریعہ حضرات اکابر و مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ کو مرکز میں دعوت دی اور ہزاروں مسلمانوں کو ان سے بہرہ یاب ہونے کا موقع عطا فرمایا۔ حضرت عارف باللہ ڈاکٹر عبدالحی عارفی، مسیح الامت مولانا مسیح اللہ خان جلال آبادی، حضرت مولانا عبدالسلام نوشہروی، حضرت حاجی فقیر محمد پشاور، حضرت ظفر احمد صاحب انجینئر، حضرت حاجی محمد شریف صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہم کی زیارت اسی اجتماع کی برکت سے سلسلہ کے حضرات کو ہوئی مجلس کی ایک شاخ ان دونوں حضرات کے اصرار پر ساہیوال میں بھی قائم ہوئی جس کی سرپرستی حضرت والد ماجد رحمہ اللہ نے فرمائی مجلس کے تحت پہلے ہر ماہ اور پھر ہر ہفتہ حضرت والد ماجد رحمہ اللہ تعالیٰ کا اصلاحی درس

جامعہ حقانیہ میں بڑی پابندی سے ہوتا رہا، جس سے ہزاروں مسلمانوں نے فائدہ اٹھایا اس کے علاوہ مجلس کے عنوان سے بڑے بڑے تاریخی اجتماعات بھی ہوئے جس میں حضرت شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم اور خطیب اسلام صاحبزادہ مولانا قاری تنویر الحق صاحب تھانوی مدظلہ نے بھی خطاب فرمایا۔ حضرت مولانا ہر اجتماع میں شرکت فرماتے رہے اور اپنی غیر معمولی مسرت کا اظہار بھی۔

۱۳۹۹ھ میں جب جام پور میں مکرم و مخدوم جناب قاری حافظ محمد اکبر شاہ بخاری مدظلہ نے مجلس کا اجتماع کیا اور اکابر کو اس میں دعوت دی، حضرت والد ماجد کے ساتھ احقر بھی اس اجتماع میں شریک تھا، اس موقع پر حضرت مولانا مرحوم کے ساتھ پہلی مرتبہ طویل سفر کا اتفاق ہوا اور ان کی بہت سی خوبیاں اور کمالات کھل کر سامنے آئے وہ انتہائی متواضع منکسر المزاج، حلیم الطبع، مرنج طبیعت کے مالک اور فروتنی و عاجزی کا پیکر تھے بعد میں بھی احقر کو ان کے ساتھ لاہور سے کراچی تک کے سفر کا موقع ملا اور ہم جیکب لائن مجلس کے سالانہ اجتماع میں اکٹھے شریک ہوئے۔ اس وقت بھی انہوں نے پورے سفر میں ہمیں یہ محسوس نہیں ہونے دیا کہ وہ مخدوم ہیں اور ہم خادم بلکہ ہر طرح سے ہماری راحت کا خیال فرمایا، اسی طرح ایک مرتبہ رحیم یار خان سے سکھر کا سفر بھی ان کے ساتھ ہوا۔

احقر ناکارہ پر شفقت و اعتماد کا یہ عالم تھا کہ کوئی مضمون یا کتاب تحریر فرماتے اس کے مکمل طور پر دیکھنے پر اصرار فرماتے اور احقر کی ادنیٰ رائے کو بڑی اہمیت دے کر قبول فرماتے، کتاب ”مجلس صیانتہ المسلمین کا تاریخی پس منظر“ میں احقر کے مشورہ سے کئی تبدیلیاں فرما کر احقر کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ مجلس صیانتہ المسلمین کے تعارف و خدمات پر بہت سے حضرات نے لکھا، احقر کو بھی مجلس کے متعلق لکھنے کے لیے حکم فرمایا، چنانچہ احقر نے ایک مضمون اس موضوع پر تحریر کیا جسے مجلس صیانتہ المسلمین ساہیوال نے شائع کیا، حضرت مولانا مرحوم اس مضمون سے بہت خوش ہوئے اور احقر کو بڑی دعائیں دیں۔

۱۴۱۵ھ کے مرکزی سالانہ اجتماع لاہور میں انہوں نے بہت اصرار کیا کہ احقر بھی اس اجتماع میں بیان کرے، مجھے اس میں شدید تامل تھا اور اتنے بڑے مرکز میں بیان کی ہمت نہیں ہو رہی تھی لیکن حضرت مولانا نذیر احمد صاحب رحمہ اللہ اور موصوف ڈٹ گئے کہ نہیں بیان کرنا پڑے گا، چنانچہ ان حضرات کے اصرار اور دعاؤں کے بھروسے پر تو کلاً علی اللہ احقر نے بیان کیا جسے انہوں نے بے حد پسند فرمایا اور اتنی تعریف فرمائی کہ احقر کو بہت شرمندگی ہوئی اور دعاؤں سے خوشی بھی۔

یکم جنوری ۲۰۰۱ء کو جب حضرت والد ماجد قدس سرہ کا وصال ہوا تو ہمارے خاندان کے لیے یہ ناقابل برداشت صدمہ تھا اس میں جن بزرگوں نے ہماری ہمدردی اور سرپرستی فرمائی، ان میں حضرت مولانا مرحوم بھی شامل تھے، ساہیوال جنازہ میں تشریف لائے اور تعزیت بھی فرمائی اور پھر ہمیشہ اپنا تعلق نہ صرف برقرار رکھا بلکہ اس میں روز بروز اضافہ ہوتا رہا۔ جب کبھی سندرمیں جمعہ یا اس کے علاوہ احقر کا کوئی پروگرام ہوا احقر حاضر ہوتا تو حضرت مولانا مرحوم خود تشریف لے آتے اور بیان سن کر بڑی حوصلہ افزائی فرماتے، خوب دعائیں بھی دیتے اور مجلس کی ترقی کے لیے تجاویز دریافت فرماتے۔

ان کے جانے سے مجلس کی روح رخصت ہو گئی، اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور مجلس کے کام کی لگن اور تڑپ رکھنے والی کوئی شخصیت سامنے آجائے اور امت کی اصلاح کا یہ کام جاری رہے، اگر حضرت الشیخ مولانا مشرف علی تھانوی مدظلہم اور حضرت مولانا فضل الرحیم صاحب مدظلہم سرپرستی فرمائیں تو امید ہے کہ مجلس کی بہاریں دوبارہ لوٹ آئیں گی، وماذ لک علی اللہ بعزیز۔

دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا مرحوم کی مغفرت فرمائیں، ان کے درجات بلند فرمائیں اور ان کے پسماندگان کو صبر و اجر کے ساتھ ان کے مشن کی طرف متوجہ فرمائیں، آمین۔ فقط

احقر عبد القدوس ترمذی غفرلہ

۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۷ھ / ۹ فروری ۲۰۱۶ء

مولانا منظور احمد نعمانی رحمہ اللہ تعالیٰ

درس حدیث

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحشر الناس
یوم القیمة ثلثة اصناف صنفاً مشاةً وصنفاً کباناً وصنفاً علی وجوہہم، قیل
یا رسول اللہ کیف یمشون علی وجوہہم؟ قال ان الذی امشاهم علی اقدامہم
قادر علی ان یمشہم علی وجوہہم اما انہم یتقون بوجوہہم کل حذب
وشوک۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ
قیامت کے دن سب آدمی تین قسموں اور تین گروہوں میں اٹھائے جائیں گے۔ ایک قسم
پیدل چلنے والے، ایک قسم سوار، اور ایک قسم منہ کے بل چلنے والے۔
عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! یہ (تیسرے گروہ والے) منہ کے بل کس طرح چل
سکیں گے؟ آپ نے فرمایا: جس اللہ نے انہیں پاؤں کے بل چلایا ہے وہ اس پر بھی قدرت
رکھتا ہے کہ ان کو منہ کے بل چلائے۔ معلوم ہونا چاہئے کہ یہ لوگ اپنے منہ کے ذریعے ہی
زمین کے ہر ٹیلے ٹھیرے اور ہر کانٹے سے بچیں گے۔ (ترمذی)
تشریح

حدیث میں جن تین گروہوں کا ذکر کیا گیا ہے، شارحین حدیث نے ان کی تفصیل
اس طرح کی ہے کہ:

پیدل چلنے والا گروہ عام اہل ایمان کا ہوگا، اور دوسرا گروہ جو سوار یوں پر ہوگا وہ
خاص مقربین اور عباد صالحین کا گروہ ہوگا، جن کا وہاں شروع ہی سے اعزاز و اکرام ہوگا اور
سر کے بل اور منہ کے بل چلنے والے وہ بدنصیب ہوں گے، جنہوں نے اس دنیوی زندگی

میں انبیاء علیہم السلام کی تعلیم اور ہدایت کے مطابق سیدھا چلنا قبول نہیں کیا اور مرتے دم تک وہ الٹے ہی چلتے رہے، قیامت کے دن اس کی پہلی سزا انہیں یہ ملے گی کہ سیدھے پاؤں پر چلنے کی بجائے وہاں وہ الٹے منہ کے اور سر کے بل چلائے جائیں گے، یہاں تک کہ جس طرح اس دنیا میں چلنے والے راستے کی اونچ نیچ سے اور جھاڑیوں اور کانٹوں سے اپنے پاؤں کے ذریعہ بچ کر نکلتے ہیں، اسی طرح قیامت میں یہ سر کے بل چلنے والے وہاں کے راستے کی اونچ نیچ سے اور وہاں کے کانٹوں سے اپنے سروں اور چہروں ہی کے ذریعہ بچ کر نکلیں گے، یعنی یہاں پر جو کام پاؤں سے کیے جاتے ہیں وہاں وہ سب کام خدا کے ان مجرموں کو سر سے اور منہ سے کرنے پڑیں گے، اللھم لاتجعلنا منھم۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مامن احد یموت الاندم قالوا وماندامتہ یا رسول اللہ قال ان کان محسنًا ندّم ان لایکون ازدادوان کان مسیئًا ندّم ان لایکون نزع۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص بھی مرے گا اس کو (مرنے کے بعد اپنی زندگی پر) ندامت اور پشیمانی ضرور ہوگی۔

عرض کیا گیا کہ: حضرت اس کو ندامت کیوں ہوگی، اور اس کا کیا سبب ہوگا؟ آپ نے فرمایا اگر وہ مرنے والا نیکوکار ہوگا تو اس کو تو اس کی ندامت اور حسرت ہوگی کہ اس نے نیکوکاری میں اور زیادہ ترقی کیوں نہیں کی (اور جو حسنات وہ کما کے لایا ہے، اس سے زیادہ کیوں نہیں کما کے لایا) اور اگر وہ بدکار ہوگا تو اس کو اس کی ندامت اور حسرت ہوگی کہ وہ بدکاری سے باز کیوں نہیں رہا۔ (ترمذی)

(معارف الحدیث)

مرسلہ: بندہ محمد صدیق عفا اللہ عنہ

ملفوظات حکیم الامت رحمہ اللہ تعالیٰ

جمع و ترتیب: حضرت مولانا مفتی محمد حسن امرتسری قدس سرہ

○ فرمایا عارفین کی نظر میں حق تعالیٰ کے وجود پر جو دلائل ہیں وہ حقیقت میں دلیل نہیں، کیونکہ دلیل عادتاً مدلول سے اوضح ہوتی ہے اور واجب تعالیٰ سے زیادہ کوئی شے واضح تر نہیں بلکہ واجب سب سے اوضح ہے ع آفتاب آمد دلیل آفتاب۔

○ فرمایا حضرت جنید رحمہ اللہ سے کسی نے کہا کہ ہمارے یہاں کے زمانہ میں ایک قوم ہے جو کہتے ہیں کہ لا حاجة لنا الى الصلوة والصيام، نحن قد وصلنا حضرت جنید رحمہ اللہ نے فرمایا صدقوا في الوصول ولكن الى سقر، ولو عشت الف عام ما تركت من اورادی شیئا الا بعد شرعی۔

○ فرمایا مولانا فضل حق صاحب سے کسی نے پوچھا تھا کہ مولانا شہید کیسے ہیں؟ فرمایا وہ ایسے ہیں کہ اُن کے مقابل کیلئے یہ فخر کافی ہے کہ وہ ان کا مقابل ہے۔ پھر شاہ اسحاق صاحب کے متعلق دریافت کیا، تو فرمایا اس وقت تو انسانوں کا قصہ ہو رہا ہے، جب فرشتوں کا ذکر ہوگا اُن کے ساتھ ان کے متعلق پوچھنا۔

○ فرمایا اب تو بس مسلمانوں کو چاہئے کہ سب لگ لپٹ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں، مگر افسوس ہے کہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہو گیا ہے کہ اللہ میاں دعا قبول نہیں کرتے، اور یہ محض خلاف واقعہ ہے، مسلمانوں کی دعا تو درکنار اللہ تعالیٰ نے تو شیطان کی دعا کو بھی رد نہیں فرمایا، منظور ہوئی اور ایسی حالت میں جبکہ وہ مردود کیا جا رہا تھا، چنانچہ ارشاد ہے: قال انظرني الى يوم يبعثون، قال انك من المنظرين اور پھر دعا بھی اتنی بڑی کی ہے کہ کسی نبی نے بھی آج تک نہیں کی۔

○ فرمایا حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ عارف کی دو رکعت غیر عارف کی دو لاکھ رکعت سے افضل ہیں، کیونکہ عارف میں بصیرت اور اخلاص زیادہ ہوتا ہے، اور ان کو عمل کی فضیلت میں خاص دخل ہے۔ چنانچہ بصیرت کے دو نمونے نقل کرتا ہوں کہ مثنوی شریف کے درس کے بعد حضرت خفیہ دعا فرمایا کرتے تھے، ہم نے دل میں کہا کہ معلوم نہیں کیا دعا فرماتے ہوں گے۔ ایک دن فرمایا دعا کرو کہ اس کتاب میں جو باتیں لکھی ہیں اے اللہ! ہم کو نصیب فرما، سبحان اللہ کیسی جامع دعا فرمائی۔ ایک دن یہ دعا فرمائی ”اے اللہ تعالیٰ! ایک ذرہ محبت ہم کو بھی نصیب فرما“ پھر بشارت فرمائی کہ الحمد للہ سب کیلئے دعا قبول ہوئی۔

○ فرمایا مولوی محبت الدین صاحب ولایتی حضرت کے خلیفہ ہیں، بہت صاحب کشف ہیں۔

○ فرمایا اللہ تعالیٰ حق کو باطل کے ساتھ خلط ہونے سے ہمیشہ بچاویں گے، ایک جماعت دنیا میں رہے گی جو حق و باطل میں فرق کرتی رہے گی۔

○ فرمایا میں نے حضرات دیوبند کو زمانہ فتنہ میں یہ پیام کہلا بھیجے تھے:

ایک یہ کہ طلبہ کا ایک خاص طرز معین ہونا چاہئے، مثلاً لباس معین وضع کا ہو جیسا اپنے بزرگوں کا تھا۔ بعضے کہتے ہیں کہ طلبہ اس کو آج کل اپنی تحقیر خیال کرتے ہیں، مگر ایسے امور کی طرف کیوں التفات کیا جاوے۔

دوسرے میں نے یہ کہا تھا کہ عام معترضوں سے سوال جواب کرنا مفید نہیں، جو شخص مدرسہ پر اعتراض کرے ایک دفعہ اس کے سامنے حقیقت ظاہر کر دے پھر جواب نہ دے۔

تیسرے یہ کہا ایک اعلان کر دیا جاوے کہ ہم اصول صحیحہ پر مدرسہ چلائیں گے اور چندہ کا حساب ایک دفعہ شائع کر دیں گے اور ہر شخص کو حساب نہ دیوں گے، اگر ان شرائط کے ساتھ کسی کو ہم پر اعتماد ہو تو چندہ بھیجے ورنہ نہ دے۔

حافظ سید محمد اکبر شاہ بخاری زید مجاہد

آہ! شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق رحمہ اللہ تعالیٰ

ابھی تو ہمارے مشفق و مہربان بزرگ، مجذوب وقت حضرت مولانا مفتی وکیل احمد شیروانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی جدائی کے زخم تازہ تھے کہ استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق صاحب جامعہ خیر المدارس ملتان بھی دارالفناء سے دارالبقاء کی طرف رحلت فرما گئے، انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ اس وقت ملک بھر کے علماء میں ایک ممتاز مقام رکھتے تھے۔ ان کا علم و عمل، تقدس و بزرگی اور تقویٰ و طہارت اکابر و اسلاف کے عین مطابق تھا وہ اپنے اخلاق و اوصاف اور علمی کمالات میں قدیم اسلاف کی یادگار تھے، استاذ العلماء و الفضلاء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری قدس سرہ کے خاص تلامذہ و مریدین میں ایک خاص مقام کے حامل تھے، حضرت رحمہ اللہ کے معتمد خاص بھی تھے اور جامعہ خیر المدارس کی شان بھی تھے ان کی وفات حسرت آیات سے نہ صرف جامعہ خیر المدارس متاثر ہوا ہے بلکہ پاکستان کے تمام دینی و علمی حلقے زبردست متاثر ہوئے ہیں، اور ملت اسلامیہ پاکستان کے لیے یہ ایک عظیم سانحہ ہے اور ناقابل تلافی نقصان۔ حق تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائیں اور ہماری حالت پر رحم فرمائیں کہ ایسے عظیم بزرگوں اور علماء حق کے سایہ سے محروم ہو گئے ہیں، رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

آپ کی ولادت ستمبر ۱۹۲۶ء کو چک نمبر ۲۵۱ گ، ب اُگی تحصیل و ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں حضرت حاجی نبی بخش آرائیں مرحوم کے گھر ہوئی، آپ نے عصری تعلیم مڈل تک حاصل کی اور ۱۹۴۰ء میں مڈل پاس کیا، پھر درس نظامی کی ابتدائی تعلیم اپنے آبائی گاؤں ہی میں مولانا عبد المجید صاحب فاضل مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور کے پاس رہ کر حاصل کی

اور قدوری اور ہدایتہ الخو پڑھنے کے بعد آپ اپنے استاذ مکرم کے مشورہ سے ۱۹۴۳ء کو جامعہ خیر المدارس جالندھر میں داخلہ کے لیے حضرت اقدس مولانا خیر محمد جالندھری نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کنز الدقائق اور کافیہ سے تعلیم شروع کی اور چار سال تک وہاں رہ کر درجہ عالیہ تک تعلیم حاصل کی، پھر قیام پاکستان کے بعد خیر المدارس ملتان میں ۱۹۴۸ء کو علوم حدیث پڑھ کر سند الفراغ حاصل کی، آپ کے ممتاز اساتذہ میں حضرت مولانا خیر محمد جالندھری، حضرت مولانا عبدالرحمن کامل پوری، حضرت مولانا مفتی عبداللہ ڈیروی، حضرت مولانا عبدالحجیل پشاوروی اور حضرت مولانا محمد عبداللہ شیخ الحدیث جامعہ رشیدیہ ساہیوال قابل ذکر ہیں۔

آپ نے فراغت کے بعد اپنے ہی مادر علمی جامعہ خیر المدارس ملتان میں ۱۹۴۹ء میں تدریس کی خدمت کا آغاز کیا اور تادم آخر تقریباً ۶۸ سال تک تدریسی خدمات سرانجام دیں، اس عرصہ میں آپ کو ابتدائی کتب سے مؤطین، نسائی، ابن ماجہ، ابوداؤد، طحاوی، ترمذی، مسلم اور بخاری شریف تک بتدریج تعلیمی ترقی نصیب ہوئی اور اپنے اساتذہ کی موجودگی میں ہی یہ سعادت حاصل ہوتی رہی، ویسے تو آپ کو اپنے استاذ مکرم حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمہ اللہ کی حیات میں ہی حدیث کے اسباق پڑھانے کی سعادت حاصل ہو گئی تھی ان کے بعد حضرت علامہ محمد شریف کشمیری رحمہ اللہ جب صاحب فراش ہوئے تو انہوں نے باصرار آپ کو اپنی مسند عظمیٰ پر بٹھایا، آپ بخاری شریف جلد ثانی ۱۹۷۸ء اور جلد اول ۱۹۸۸ء سے آخر وقت تک پڑھاتے رہے، دورہ حدیث کے اسباق کے ساتھ تکمیل کے اسباق بھی ایک عرصہ تک آپ کے زیر تدریس رہے تھے اس دوران میں ہزاروں طلبہ نے آپ سے کسب فیض کیا اور ملک کے ہر حصے میں آپ کے تلامذہ دینی خدمات میں مصروف ہیں۔

تدریسی خدمات کے ساتھ ساتھ آپ کو یہ سعادت بھی حاصل رہی کہ آپ

جامعہ خیر المدارس کے تمام انتظامی شعبہ جات مطبخ، دارالاقامہ کے نگران اعلیٰ رہے اور دس سال تک جامعہ کے دفتر میں ناظم اعلیٰ اور دس سال تک دارالافتاء میں نائب مفتی کی حیثیت سے خدمات سرانجام بھی دیتے رہے۔

۱۹۹۰ء سے تادم آخر جامعہ کے شیخ الحدیث اور رئیس المدرسین کے منصب پر فائز رہے، اور اپنے محسن و مربی، شیخ و استاذ شفیق کے لگائے ہوئے پودے کی آبیاری میں مصروف رہے ہیں۔ آپ کو یہ سعادت بھی حاصل رہی کہ آپ اپنے استاذ و مرشد حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمہ اللہ کے سفر و حضر میں بطور خادم ساتھ رہے اور اکثر تعلیمی و تبلیغی اسفار میں حضرت اقدس مولانا خیر محمد جالندھری کی معیت نصیب ہوتی رہی، آپ کی سادگی اور درویشانہ زندگی سے حقیقتاً اسلاف کی جھلک محسوس ہوتی تھی اور عہد حاضر کے جدید دینی مسائل پر خصوصیت سے تبصرہ فرماتے ہوئے مختلف فیہ مسائل میں ائمہ مجتہدین کے اقوال و مذاہب اور ان کے مستدلات کو نہایت عام فہم انداز میں بیان فرماتے رہتے تھے کہ جو سنتے ہی طالب علم کے دل میں گھر کرتے چلے جاتے تھے، اس کے ساتھ ساتھ دور حاضر میں اٹھنے والے فتنوں کی بھی خوب گوشمالی فرماتے رہتے تھے۔

سلوک و تصوف میں بھی آپ کامل شیخ تھے، آپ نے سلسلہ اشرفیہ امدادیہ چشتیہ میں حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ کے خلیفہ خاص حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمہ اللہ سے اصلاحی تعلق قائم کیا، چونکہ حضرت اقدس مولانا خیر محمد قدس سرہ آپ کے استاذ و محسن مربی تھے، آپ نے انہی کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا اور ان کے وصال تک انہی کی ہدایات پر عمل پیرا رہے، ان کے بعد بھی سلوک اور بیعت میں تجدید نہ کی، فرماتے تھے کہ بندہ اسی بیعت میں قائم رہنا چاہتا ہے تاکہ آخرت میں حضرت شیخ مولانا خیر محمد صاحب کا ساتھ ہی نصیب ہو، المرء مع من احب۔

حضرت مولانا خیر محمد جالندھری قدس سرہ کے وصال کے بعد ان کے خلیفہ مجاز

حضرت حاجی فتح محمد صاحب رحمہ اللہ نے حضرت مولانا خیر محمد صاحب کی طرف سے اجازت بیعت عنایت فرمائی جو بڑی سعادت ہے۔

حضرت مولانا محمد صدیق صاحب رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ میری زندگی کے دو ہی زاویے رہے، مدرسہ خیر المدارس کی خدمت اور میرے حضرت مولانا خیر محمد جالندھری کے خاندان کی خدمت، اور وفا۔ یہی دعا ہے کہ تادم آخر میں اس پر قائم رہوں۔

حقیقت یہ ہے کہ آپ نے ساری زندگی حضرت مولانا خیر محمد جالندھری کی خدمت کی ان کے بعد حضرت مولانا محمد شریف جالندھری رحمہ اللہ کی خدمت و وفائیں زندگی بسر کی، اور آخری وقت تک جامعہ خیر المدارس میں رہ کر خدمت حدیث اور حضرت کے خانوادہ کی خدمت کو اپنے لیے بڑی سعادت سمجھتے تھے۔

۱۹۴۳ء سے لے کر ۲۰۱۶ء تک کا زمانہ جامعہ خیر المدارس سے وابستگی، محبت و مروت مثالی رہی اور اپنے شیخ و مربی اور ان کے خاندان کی خدمت کو عظمت سمجھ کر پوری زندگی گزار دی، ایسے با وفا، مشفق و مہربان عظیم انسان کہیں صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق رحمہ اللہ تعالیٰ بھی دیگر اکابر و اساتذہ اور شیوخ کی طرح احقر سے بے حد شفقت و محبت کا معاملہ فرماتے تھے، جس طرح جامعہ خیر المدارس کے سابق مہتمم حضرت مولانا محمد شریف جالندھری، حضرت مولانا مفتی عبداللہ ڈیروی، حضرت مولانا محمد شریف کشمیری، اور حضرت مولانا مفتی عبدالستار ملتانی احقر راقم الحروف سے بڑی محبت فرماتے تھے، اسی طرح موجودہ حضرات میں حضرت مولانا منظور احمد صاحب، حضرت مولانا مفتی محمد انور صاحب، حضرت مولانا محمد عابد صاحب، مولانا محمد ازہر اور مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہم بھی احقر سے بڑی محبت و شفقت فرماتے ہیں اور احقر کی تصانیف کو دیکھ کر حوصلہ افزائی فرماتے رہتے ہیں، حضرت مولانا محمد صدیق صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں احقر نے اپنی متعدد تصانیف پیش کیں، آپ نے ہمیشہ

حوصلہ افزائی فرمائی اور مسرت کا اظہار فرمایا اور دعاؤں سے نوازا تھا۔

بہر حال آپ کی پوری زندگی درس و تدریس، تبلیغ و اشاعت اور اصلاح و ارشاد میں گزری ہے، آپ تحریر و تقریر میں یدِ طولی رکھتے تھے اور متعدد علمی مضامین و رسائل بھی شائع فرمائے تھے، دینی مدارس سے اور پاکستان سے خاص محبت تھی، ہمیشہ ان کا حق ادا فرماتے رہے اور سیاسی حالات پر بھی مضامین و تاثرات بیان فرماتے رہے۔

چند ماہ قبل آپ نے قائد اعظم کا پاکستان کے عنوان پر ایک زبردست مقالہ لکھا جو متعدد رسائل و اخبارات میں بڑی آب و تاب سے شائع ہوا ہے۔

آپ فرماتے تھے کہ:

پاکستان ایک عظیم نعمت خداوندی ہے اس کی قدر کرنی چاہئے، دورِ حاضر میں جبکہ بے دین طبقہ سوشلزم، سیکولر ازم اور لبرل ازم کا نعرہ لگا رہا ہے اس میں زیادہ سے زیادہ قائد اعظم محمد علی جناح مرحوم کے اسلامی افکار و نظریات لوگوں تک پہنچانے کی ضرورت ہے۔

غرضیکہ آپ اپنے اکابر و مشائخ کی طرح پاکستان میں اسلامی نظام کا نفاذ چاہتے تھے اور آخر دم تک اس کے لیے کوشاں رہے ہیں، آپ کی دینی علمی، تدریسی، تبلیغی و اصلاحی خدمات ناقابل فراموش ہیں جن کا احاطہ کرنا بہت مشکل ہے۔ آپ نے دین اسلام کی خدمت کرتے ہوئے بالآخر ۹ جمادی الاول ۱۴۳۷ھ بمطابق ۱۸ فروری ۲۰۱۶ء بروز جمعرات داعی اجل کو لبیک کہا اور واصلِ بحق ہوئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

قلعہ کہنہ قاسم باغ ملتان میں نماز جنازہ ایک لاکھ سے زائد افراد نے ادا کی، جن میں ہزاروں علماء، طلباء اور مدارس عربیہ کے لوگ تھے، آپ کی وفات ملت اسلامیہ بالخصوص علمی دینی حلقوں کے لیے ناقابل تلافی نقصان ہے، حق تعالیٰ شانہ حضرت مرحوم کو درجات عالیہ نصیب فرمائیں، آمین۔

فقہ العصر مفتی سید عبدالشکور ترمذی قدس سرہ

اصلاحی مکاتیب (قسط ۷)

حال: حضرت دلی کیفیت اور حالات کیا بیان کروں مجھے اپنے دل میں کوئی کیفیت نظر ہی نہیں آتی، سکون کی کیفیت ہے۔

ارشاد: یہ بھی کیفیت ہے مگر کیفیات مقصود ہی نہیں اگرچہ محمود ہیں۔

حال: معمولات پر پابندی نہیں ہوتی ہے۔

ارشاد: اسی طرح کرتے رہیں۔

حال: فی الحال قرآن کریم درجہ ناظرہ کا شعبہ پڑھا رہا ہوں۔

ارشاد: خیر کم من تعلم القرآن وعلمہ۔

حال: حضرت مجھ سے دین یا علم دین کا کوئی کام نہیں ہو رہا ہے جس کی وجہ سے پریشان ہوں

ارشاد: پریشانی کی کوئی وجہ نہیں قرآن کریم کی خدمت کرتے رہیں۔

حال: جب یہ خیال آتا ہے کہ جناب والا جسمانی طور پر کمزور ہو گئے ہیں نہ معلوم میرا سلوک ادھورا رہ جائے گا تو بہت قلق ہوتا ہے۔

ارشاد: نہیں، اصل مربی اللہ تعالیٰ ہیں وہ جی و قیوم ہیں کوئی اور ذریعہ بنادیں گے۔

حال: مجھے وہ طریقہ بتلائیں جس پر عمل کر کے میں آپ کے یہاں سلوک کی تکمیل کر سکوں۔

ارشاد: اطلاع احوال اور پھر اتباع۔

حال: ٹوٹے پھوٹے معمولات کر رہا ہوں۔

ارشاد: بڑی نعمت ہے۔

حال: اگرچہ ہمارے کام بھی وقت ضائع کرنے کے برابر ہیں۔

ارشاد: مگر پھر بھی اس کو غنیمت سمجھیں اور اس پر شکر کریں۔

حال: حضرت جب کبھی بازار وغیرہ جانا ہوتا ہے تو لوگوں کی ڈاڑھی منڈی ہوئی اور لباس وغیرہ خلاف سنت دیکھتا ہوں تو دل میں کڑھن اور ناگواری ہوتی ہے۔

ارشاد: یہ تو ادنیٰ ایمان کی علامت ہے فان لم یستطع فبقلمہ ولیس وراء ذالک من الایمان مگر دوسرے کی تحقیر دل میں نہ آئے یعنی اپنے اختیار سے۔

حال: نیک لوگ اور خصوصاً اولیاء اللہ اور امور دینیہ سے بے حد محبت ہے۔

ارشاد: بڑی نعمت اور کلید سعادت ہے۔

حال: یہ سلسلہ جناب والا سے تعلق کا اثر ہے۔

ارشاد: اور سلسلہ اثر فیہ امداد یہ کی برکت ہے۔

حال: تعلقات سے دل گھبراتا ہے فضول کسی سے ملاقات کرنے کو دل نہیں چاہتا۔

ارشاد: اچھی بات ہے مگر خشکی نہ ہونری سے عذر کر دیا جائے اور اس کو اپنے مرض کا علاج سمجھا جائے۔

حال: یوں چاہتا ہوں کہ دل میں صرف حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کی محبت ہی رہے انہیں کی عظمت و محبت دل میں چھائی رہے۔

ارشاد: یہ اصل ہے باقی اہل حقوق کی محبت اللہ تعالیٰ کے حکم کا امتثال اور طبیعت کا اقتضاء ہے۔

حال: دل تو بہت چاہتا ہے کہ جناب والا کی خدمت میں زیادہ وقت گزارا جائے اور مثنوی شریف کا درس بھی جناب والا سے حاصل کیا جائے۔

ارشاد: جب تک موقع نہ ہو حضرت حکیم الامت تھانویؒ کی کلید مثنوی کا مطالعہ مفید ہے۔

حال: حضرت میرے اندر بد نظری والا مرض ہے جو کبھی ہوتا ہے اس کیلئے علاج کی درخواست ہے۔

ارشاد: قل للمؤمنین یغضوا امن ابصار ہما لآیہ بد نظری پر وعید کا استحضار دائی اس کا علاج ہے اور دعا توفیق بھی۔

- حال: معمولات میں کبھی ناغہ ہو جاتا ہے۔
- ارشاد: ناغہ کے بعد پھر شروع کر دیا جائے یہی اس کا علاج ہے۔
- حال: وہم والی بیماری ہے طہارت میں وساوس بہت آتے ہیں۔
- ارشاد: اس کی طرف التفات نہ کیا جائے جب تک یقین نہ ہو و سوسہ پر عمل نہ کیا جائے۔
- حال: قلب میں کوئی کیفیت نہیں ہے جو کہ عرض کروں۔
- ارشاد: کچھ حرج نہیں اپنے اختیار سے غلط کیفیت نہ ہو۔
- حال: معمولات میں کمی کوتاہی اور ناغہ ہو جاتا ہے۔
- ارشاد: اس کی طرف توجہ ضروری ہے۔
- حال: لیکن دل میں قلق اور افسوس ہوتا ہے۔
- ارشاد: یہی تلافی میں شامل ہے۔
- حال: بحمد اللہ تعالیٰ قلب کو حق تعالیٰ کی طرف ایک کھچاؤ محسوس ہوتا ہے۔
- ارشاد: اللہ تعالیٰ اس کو حقیقت بنادیں۔
- حال: یاد حق میں ایک انس محسوس کرتا ہوں۔
- ارشاد: اچھی علامت ہے۔
- حال: تدریس کا سلسلہ بفضلہ تعالیٰ چل رہا ہے۔
- ارشاد: قابل شکر ہے۔
- حال: حق تعالیٰ نے حدیث کے اسباق پڑھانے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔
- ارشاد: بڑی نعمت قابل شکر ہے۔
- حال: دینی کاموں میں مشغولی بھی حق تعالیٰ کو یاد کرنا ہے۔
- ارشاد: ٹھیک ہے یاد کی مختلف صورتیں ہیں۔
- حال: آپ کی ہدایت کے مطابق حضرت تھانویؒ کی قصد السبیل مطالعہ کی ہے، نیز بہشتی

زیر حصہ ہفتم زیر مطالعہ رہتا ہے۔

ارشاد: قصد السبیل زیر مطالعہ رہنے سے بہت خوشی ہوئی اور اس میں لکھے ہوئے طریقہ کے مطابق عالم مشغول کا دستور العمل شروع کر دیا جائے۔

حال: حضرت جی فوج میں فرنگی تہذیب سے سمجھوتہ کرنا پڑتا ہے میرا جی نہیں چاہتا کہ اس ملازمت کو جاری رکھوں۔

ارشاد: ملازمت کا ترک کرنا مناسب نہیں جس قدر ممکن ہو منکرات سے محفوظ رہنے کی سعی کرتے رہیں باقی استغفار کرتے رہیں۔

حال: برے خیال بہت زیادہ آتے ہیں۔

ارشاد: تعوذ اور لاحول و لا قوۃ کی کثرت کریں اور کسی جائز کام میں مشغول رہیں۔

حال: بالکل بیہودہ بات کے اندر جھوٹ بولتا ہوں جس کا کوئی فائدہ نہیں پھر افسوس ہوتا ہے تو استغفار کرتا ہوں۔

ارشاد: یہی علاج ہے، اس کے ساتھ بولتے وقت سوچ کر بولنا چاہئے اور بولنے پر کنٹرول کرنے کی ضرورت ہے۔

حال: بعض مرتبہ غیبت ہو جاتی ہے بعد میں افسوس ہوتا ہے۔

ارشاد: یہی اس کا علاج ہے نیز استغفار بھی لازم ہے۔

حال: بعض مرتبہ خاتمہ بالخیر کی بڑی فکر ہوتی ہے نہ معلوم کیا بنے گا۔

ارشاد: الایمان بین الخوف والرجاء کا نام ہے۔

حال: بعض مرتبہ خیال ہوتا ہے کہ اللہ والوں کے تعلق کی برکت ہے ان شاء اللہ خاتمہ بالخیر ہوگا۔

ارشاد: اچھی امید ہے۔

حال: زیادہ گھبراہٹ کی صورت میں رات کو سوتے وقت اللھم بارک لی فی

الموت وما بعد الموت ۲۵ بار پڑھ لیتا ہوں پھر دل کو تسلی ہوتی ہے۔

ارشاد: ٹھیک ہے، اللہ تعالیٰ کی مغفرت کا اور رحیم و کریم ہونے کا استحضار بھی مناسب ہے۔
حال: لطائف کے مقاموں کی تصریح فرمادیں اور خصوصاً چھٹے ساتویں لطیفے کا مقام فرمادیں تو بہت ہی مہربانی ہوگی۔

ارشاد: ہمارے حضرت شیخ المشائخ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ نے لطائف ستہ کا بیان مع ان کے مقامات اس طرح فرمایا ہے کہ فرماتے ہیں کہ: انسان کے جسم میں چھ جگہیں انوار اور برکتوں سے پر ہیں اور یہی لطائف کہلاتے ہیں، اول لطیفہ قلبی اس کی جگہ بائیں پستان سے دوا نکل نیچے ہے اور اس کا نور سرخ ہے اور دوسرے لطیفہ روحی اس کی جگہ داہنے پستان سے دوا نکل نیچے ہے اس کا نور سفید ہے، تیسرا لطیفہ نفس اس کی جگہ ناف کے نیچے ہے اور اس کا نور زرد ہے، چوتھے لطیفہ سری اس کی جگہ سینہ کے درمیان ہے اس کا نور سبز ہے، پانچویں لطیفہ خفی اس کا مقام ابرو کے اوپر ہے اس کا نور نیلگوں ہے، چھٹا لطیفہ خفی اس کا مقام ام الدماغ ہے اور اس کا نور سیاہ ہے آنکھ کی سیاہی کی مانند (ضیاء القلوب ص ۴۷ ص ۴۸)

فائدہ (۱) مختلف کشفوں کی وجہ سے لطائف کا بھی رنگ بدل جاتا ہے اور اوپر ذکر فرمایا ہے کہ لطیفہ قلبی کا نور سرخ ہے لیکن بعضوں کے نزدیک زرد بھی ہوتا ہے اور اس میں کوئی تعارض نہیں مختلف وقتوں میں مختلف الوان کا انکشاف ہو سکتا ہے جیسا جس بزرگ کو منکشف ہوا اس کا اظہار فرمادیا مگر اسی لون کا دوام ضروری نہیں ہے اگرچہ اس وجہ سے تحقیق یہی ہے کہ انوار کا پابند نہ ہونا چاہئے، بلکہ مقصود اصل کی طرف متوجہ ہونا چاہئے (من حاشیہ ضیاء القلوب بتغیر ما)
فائدہ (۲) قلب، روح، سر، خفی، اخفی انہیں اجزاء خمسہ مجرہ یعنی غیر مادیہ کا نام لطائف خمسہ ہے، بعض صوفیہ اپنی اصطلاح میں ان میں نفس کو بھی شامل کر لیتے ہیں اور مجموعہ کو لطائف ستہ کہتے ہیں چنانچہ آج کل یہی نام مشہور ہے، مگر نفس کو لطائف میں شامل کرنا بوجہ اس کے مادی ہونے کے تغلیباً ہے جیسے قمرین، عمرین، قمر و شمس اور ابوبکر و عمر کو تغلیباً کہا جاتا ہے، مادی کے ایک معنی یہ ہیں کہ مادہ اس کا جزء ہو جیسے بدن انسانی، دوسرے یہ کہ کسی مادی یا خود مادہ

میں حلول کر رہا ہو یہاں نفس کو بالمعنی الثانی مادی کہا جاتا ہے، کیونکہ نفس جو قوت داعیہ الی الشر ہے منطبع فی جمیع البدن ہے لہذا مادی ہوگا مگر بعض حضرات اس کو اس وجہ سے تعلیماً لطائف میں شمار کر لیتے ہیں، غرض تصوفی کے سبب لطائف کے ساتھ اس سے بحث ہوتی ہے۔ حضرت مجدد صاحب کے کلام میں اکثر لطائف خمسہ کا عنوان مذکور ہوتا ہے اور بعض اکابر صوفیاء کے کلام میں لطائف ستہ کا عنوان کا تحقیق بالا سے معلوم ہو گیا کہ ان میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ حضرت مجدد صاحب لطائف تحقیقی قرار دیتے ہیں متاخرین وغیرہ لطائف تعلیمی، اول پانچ ہیں ثانی چھ فلا تعارض بینہما ای بین القولین۔

فائدہ (۳) جب لطائف خمسہ غیر مادی اور مجردات سے ہیں اور قاعدہ ہے الشئی اذا ثبت ثبت بلوازمہ تو پھر تجرد کے لوازم بھی مثل عدم تحیز وغیر ثابت ہوں گے کیونکہ چیز و مکان خاص مادہ سے ہیں مگر قدم عقلاً لوازم تجرد سے نہیں ہے البتہ لطائف متمکن و متحیز نہیں ہوں گے اس لئے کہ تجرد میں اور تجرد متمکن میں تانی ہے اور بعض صوفیاء کے کلام میں واقع ہے کہ اللطائف فوق العرش یہ محض ایک اصطلاحی تعبیر ہے بناء علی ان العرش لیس فوقہ مکان بل ہو منتہی الامکنۃ کلہا بمعنی کون اللطائف فوق العرش کونہا فوق الامکنۃ کلہا بمعنی خارجاً عن الامکنۃ ویلزم منہ کونہا غیر متحیز وغیر متمکن و هذا قول اهل الكشف والمتکلمون ینکرونها کذا استفید من رسالۃ القطائف من اللطائف لحضرة حکیم الامت التہانوی قدس سرہ السامی ہذا ملخص مافی ہذا الرسالۃ ان شئت التفصیل فارجع الیہا تجد فیہا مالاتجد فی غیرہا واللہ ولی الہدایۃ والیہ البدایۃ والنہایۃ۔

(جاری.....)

مرتبہ: سید عمیر شاہ بخاری

مکتوبات حضرت ترمذی قدس سرہ (قسط ۴)

بنام قاری حافظ سید محمد اکبر شاہ بخاری زید مجددہ

ایک عرصہ سے خیال تھا کہ ماہنامہ ”الحقائق“ میں حضرت فقیہ العصر یا دگار سلف حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی نور اللہ مرقدہ کے مکتوبات کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا جائے چنانچہ محرم الحرام ۱۴۳۷ھ کے شمارہ سے اس کا آغاز کیا جا رہا ہے اس میں سب سے پہلے ان مکاتیب کو شائع کیا جا رہا ہے جو حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص متوکل جناب قاری حافظ محمد اکبر شاہ بخاری زید مجددہ کو تحریر فرمائے ہیں۔ ادارہ موصوف کامنوں ہے کہ انہوں نے حضرت قدس سرہ کے مکتوبات کی نہ صرف نقل بلکہ اصل مکتوبات کی فوٹو کاپی بھی ارسال کی جزاء اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔ قارئین سے التماس ہے کہ جن حضرات کے پاس حضرت کے خطوط ہوں وہ ادارہ کو بھجوادیں تاکہ ان کو بھی افادہ عام کے لیے شائع کر دیا جائے، شکریہ۔ (ادارہ)

مکتوب (۲۰)

عزیزم حافظ محمد اکبر شاہ بخاری صاحب سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
آپ کا خط کل ملا، جلسہ کے کامیاب ہونے سے مسرت ہوئی، لاہور کے حضرات تشریف لے آئے اچھا ہوا، میرا آنا ہوتا بھی تو ملاقات کے سوا کچھ حاصل نہ ہوتا۔ میری طبیعت کمزور ہے، دماغ کے آخری حصہ میں گردن تک درد رہتا ہے، ڈاکٹر اعصابی کمزوری بتلاتے ہیں، علاج ہو رہا ہے، دماغی کام سے منع کرتے ہیں۔ مدرسہ کے متعلقہ اسباق بھی ابھی تک شروع نہیں کر سکا، دعا کرتے رہیں طبیعت کے اچھے ہونے پر سفر تھانہ بھون و دیوبند صاف کرا کر بھیجوں گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت مفتی جمیل احمد تھانوی مدظلہم کی تکلیف کی وجہ سے زکاۃ وعشر کے بارہ میں مجھے کام کرنا پڑ رہا ہے، وہ بہت ہی اہم اور ضروری ہے مگر میری تکلیف کی وجہ سے اس میں بھی تاخیر ہو رہی ہے، بہت تھوڑا کام ہو رہا ہے، دعائے صحت کریں۔

آپ کی پریشانی کے لیے دل سے بہت بہت دعا کرتا ہوں، آپ بھی ذکر اللہ کی کثرت رکھیں اور یہ مراقبہ کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ حاکم بھی ہیں اور حکیم بھی، بس جو میرے لیے مناسب ہے وہ برتاؤ میرے ساتھ ہو رہا ہے۔ سب کو سلام مسنون پہنچے۔ فقط والسلام
سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

۲۰ رذوالقعدہ ۱۴۰۰ھ

مکتوب (۲۱)

عزیزم حافظ اکبر شاہ صاحب سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
آپ کا دوسرا خط ملا، آپ کی بیماری سے طبیعت پر اثر ہوا، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ عطا فرمائیں، آمین۔

میری بیماری کا علاج ہو رہا ہے، پریشانی کی بات نہیں ہے، دعائے صحت کرتے رہیں، پہلے سے کچھ کسی قدر آرام ہے مگر کام کی کثرت کی وجہ سے آرام نہیں ملتا اور آرام کی سخت ضرورت اس بیماری میں بتلاتے ہیں۔

مدرسہ کے کاموں کے علاوہ زکاۃ وعشر کے احکام پر ایک کتاب مرتب کر رہا ہوں، حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی صاحب مدظلہم کی طبیعت چونکہ ناساز ہے اس لیے یہ کام خود مجھے ہی کرنا پڑ رہا ہے، سب کاموں کو مؤخر کر کے اس کتاب کی تکمیل ضروری ہے، ادھر ہمارے مدرسہ کے مدرس عالم حج کے لیے چلے گئے ہیں اس لیے کسی نئے مضمون کی تحریر کرنے کا فی الحال بالکل وقت نہیں مل سکتا، مدرسہ کے ضروری کاموں کے بعد جو کچھ تھورا بہت وقت ملتا ہے، زکاۃ وعشر کے مسودہ کی تکمیل میں ہی خرچ ہو جاتا ہے، یہ وقتی ضرورت کا کام ہے اس کی تاخیر سے نقصان کا اندیشہ ہے اس کی جلد تکمیل ضروری ہے، لیکن میری بیماری اور عوارضات، نیز حضرت مفتی جمیل احمد صاحب کے مرض کی وجہ سے اس کام میں بھی خاطر خواہ جلدی نہیں ہو سکی اور تاخیر ہوتی جا رہی ہے، اب تو دعا کریں کہ یہ ضروری

اور اہم کام جلد پایہ تکمیل کو پہنچ جائے، پھر ان شاء اللہ دوسرے کاموں کی طرف توجہ کی جائے گی۔

والد صاحب اور بھائی صاحب نیز سب احباب کی خدمت میں سلام مسنون پہنچے،
دعا کیجئے۔ عبدالقدوس سلمہ بھی سلام مسنون عرض کرتے ہیں۔ والسلام
سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ
۲۸/ ذوالقعدہ ۱۴۰۰ھ

مکتوب (۲۲)

عزیزم حافظ سید محمد اکبر صاحب سلمہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
آپ کے دونوں خطوط مل گئے اور مسودہ کتاب ”تذکرہ خطیب الامت“ بھی مل
گئی تھی وہ سن لی ہے، حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی رحمہ اللہ کے حالات و کمالات کا
استیعاب تو ممکن نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے مولانا مرحوم کو کمالات میں جامع بنایا تھا مگر آپ
نے ان کے کچھ محاسن و کمالات کو جمع کر دیا ہے، میرے خیال میں کافی مواد جمع ہو گیا ہے اس
کی اشاعت میں تاخیر نہ کی جائے کسی اور تحریر کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی، اگر آپ کا تقاضا
ہی ہے تو پھر ان شاء اللہ تعالیٰ میں چند باتوں کا ذکر کر دوں گا مگر اس کی وجہ سے غیر ضروری
تاخیر آپ کی کتاب کی طباعت میں ضرور ہو جائے گی۔

”سفر تھانہ بھون و دیوبند“ کا بھی یہی حال رہا کہ عرصہ کے بعد آپ کے تقاضہ کو
پورا کرنے کا موقع ملا، پچھلے دنوں لاہور جانا ہوا وہ سفر نامہ ساتھ تھا مولانا مشرف علی تھانوی
سلمہ نے بھی کہیں کہیں سے پڑھا، بعد میں مولوی وکیل احمد شیروانی صاحب سلمہ نے اس کو
رکھ لیا اور خط لکھ دیا کہ ہمارا مشورہ ہوا ہے کہ مجلس صیانتہ المسلمین کی طرف سے اس کو طبع کرایا
جائے، اب دیکھئے وہ کب طبع ہوتا ہے۔

دوسری کتاب ”زکاۃ عشر“ کے بارہ میں، میں نے لکھا ہے کہ بہت مشغولیت ہے،

اس کا سخت تقاضا ہے، مسودہ تیار ہو گیا مگر صاف نہیں ہو رہا، مدرسہ کے استاذ صاحب حج کے لیے گئے ہوئے ہیں مدرسہ کے کاموں میں وقت نہیں ملتا، دعا کیجئے۔

سب احباب کو سلام مسنون پہنچے اور دعا پہنچے۔ والسلام
سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

۱۴ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ

مکتوب (۲۳)

عزیزم حافظ محمد اکبر شاہ بخاری صاحب سلمہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
الحمد للہ خیریت ہے، آپ کی تالیف ”مفتی اعظم پاکستان اکابرین و معاصرین کی
نظر میں“ کے دو نسخے ہدیہ ملے ہیں، دیکھ کر طبیعت بہت خوش ہوئی، آپ کے لیے دل سے
دعا نفل اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی کو قبول فرمائیں۔

”سیرت عثمانی“ کے بعد آپ کی دوسری کتاب بہت جلد منظر عام پر آگئی ہے،
اس تالیف میں جہاں ان حضرات اکابر کے مرتبہ و مقام اور ان کی قبولیت عامہ نیز توجہات
باطنیہ کا دخل ہے وہاں آپ کے جذبہ محبت و اخلاص اور لگن کا بھی کافی حصہ ہے، اللہ تعالیٰ
اس جذبہ محبت و عقیدت کے ساتھ ہمیں ان حضرات اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ کے نقش قدم پر
چلنے کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

یہ خبر بھی احقر کے لیے بہت ہی مسرت افزا ہے کہ ”تذکرہ خطیب الامت“ کی کتابت
ہو رہی ہے، اس کی طباعت کا شدت سے انتظار ہے، اللہ تعالیٰ جلد کتابت و طباعت کے مراحل
سے گزرا کر منظر عام پر لائے، میرا مضمون بھی آپ نے شامل کر لیا ہے، ماشاء اللہ یہ آپ کی محبت
۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب سے ہم سب کو استفادہ کی توفیق و موقع عطا فرمائیں، فقط والسلام

سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

۵ ربیع الاول ۱۴۰۱ھ

مکتوب (۲۴)

عزیزم حافظ محمد اکبر شاہ صاحب سلمہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
 گزارش ہے کہ ماہنامہ ”البلاغ“ میں حضرت مفتی جمیل احمد تھانوی مدظلہم کا جو
 مضمون ”کریم النفس مولانا احتشام الحق تھانوی“ شائع ہوا ہے وہ پورا مضمون میری رائے
 میں ”تذکرہ خطیب الامت“ میں شامل ہونا چاہئے۔ اگر شائع کنندہ کو آپ توجہ دلوادیں گے
 تو امید ہے کہ وہ اس کو منظور کر لیں گے۔

میری کتاب ”دعوت و تبلیغ کی شرعی حیثیت“ ادارہ اسلامیات لاہور سے شائع
 ہوگئی ہے، اس کو بھی عام لوگوں اور مساجد کے اماموں کو پڑھنا مفید ہوگا۔ باقی سب کو سلام
 مسنون پہنچے۔ والسلام

سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

۱۳ ربیع الاول ۱۴۰۱ھ

مکتوب (۲۵)

عزیزم حافظ صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
 ابھی آپ کا جوابی کارڈ ملا ہے، میرا ارادہ ملتان کے جلسہ اور لاہور کے اجتماع میں
 شرکت کا ہو رہا ہے، ملتان تو شاید جمعرات کو پہنچ جاؤں، مہتمم جامعہ خیر المدارس نے جمعرات
 کو پہنچنے کے لیے لکھا ہے کہ جمعہ کی صبح نماز فجر کے بعد وہ درس قرآن سے مجھ سے جلسے کا
 افتتاح کرانا چاہتے ہیں، دعا کیجئے اللہ تعالیٰ صحت و ہمت عطا فرمائیں۔
 ”تذکرہ خطیب الامت“ کتاب کا انتظار ہے، اللہ تعالیٰ جلد شائع ہونے کے
 اسباب پیدا فرمادیں اور ”اکابر علماء دیوبند“ کتاب بھی خدا کرے جلد شائع ہو جائے، آپ
 سے اگر ملتان سہولت کے ساتھ ملاقات ہو سکے تو بہتر ہے ورنہ پھر جس وقت اللہ تعالیٰ کو
 منظور ہوگا ہو جائے گی، ان شاء اللہ۔

سب احباب کو سلام مسنون پہنچے۔ والسلام

سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ بروز یکشنبہ

مکتوب (۲۶)

عزیزم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کل آپ کا خط ملا کافی عرصہ کے بعد، مجھے انتظار تھا کہ حالات معلوم نہیں ہوئے، ملتان میں ملاقات ہوئی تھی، جناب حاجی عبدالجید صاحب کا آپ کے معاملات طے کرانے کے لیے جانے کی تجویز ہوئی تھی، انتظار رہا کہ کیا ہوا؟ اللہ تعالیٰ اطمینان و سہولت کی زندگی نصیب فرمائیں، آمین۔

حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی مرحوم کے خطوط کا اکثر حصہ تو میں نے اپنے مضمون بشمولہ ”تذکرہ خطیب الامت“ میں نقل کر دیا ہے، اگر یہی وہ خطوط اور جو مضامین دستیاب ہوئے تو سب کو جمع کر کے آپ کو بھجوا دوں گا، ان سے جو کچھ کام لے سکیں تو لے لیں، بہتر تو یہ تھا کہ آپ کو فرصت مل سکے تو دو چار روز کے لیے میرے پاس آجائیں اور سب چیزوں سے استفادہ کر لیں۔

برخوردار عبدالقدوس سلمہ تو جامعہ اشرفیہ لاہور میں ہے، اب کاغذات تلاش کرنے میں دقت ہوتی ہے اور لکھنا تو بہت مشکل ہے۔ ضروری مسائل کے جوابات لکھتا ہوں، ماہنامہ ”الحق“ میرے پاس نہیں آتا، اس کے اجراء کا میرے علم میں نہیں، مولانا مرحوم کے صاحبزادگان سے میری خط و کتابت کا سلسلہ بھی فی الحال جاری نہیں ہے، آپ ان سے ہی معلوم کر لیں تو بہتر ہوگا۔ ”تذکرہ خطیب الامت“ کا شدت سے انتظار ہے۔ اللہ تعالیٰ حامی و ناصر ہو۔ والسلام

سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

۴ ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ

مکتوب (۲۷)

عزیزم مکرم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ میں خیریت سے ہوں، آپ کی خیریت کا خواہاں اور دعا گو ہوں۔ امید ہے آپ سب بھی مع خیریت و عافیت ہوں گے، آپ کے ارسال کردہ ”تذکرہ خطیب الامت“ کے دو نسخے مل گئے ہیں، بہت عرصہ سے انتظار تھا بہت خوشی ہوئی اور آپ کے لیے دل سے دعائیں نکلیں، اللہ تعالیٰ آپ کی محنت کا بہترین صلہ آپ کو عطا فرمائیں، آمین۔

آپ کی اس کتاب سے مولانا احتشام الحق تھانوی رحمہ اللہ کی یاد تازہ ہوگئی اور صدمہ پھر تازہ ہو گیا اور دل کے زخم ہرے ہو گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مواد کا جمع اور حاصل کرنا اور پھر ترتیب دینا تو مشکل کام ہے، لیکن کتاب اور طباعت کی منزلیں اس سے بھی سخت مراحل ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کے کام کو ان سب مشکل گھاٹیوں سے گزار کر سائل پر لگا دیا، بہت مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں، آمین۔ سب احباب کی خدمت میں سلام مسنون پہنچے۔ والسلام

سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

۲/محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

مکتوب (۲۸)

مکرمی عزیزم سید اکبر شاہ بخاری سلمہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ خیریت سے ہوں اور آپ کے لیے دعا گو ہوں۔ آپ کی آنے والی نئی تالیف ”تحریک پاکستان اور علماء دیوبند“ کے لیے ضعف و کمزوری اور عدیم الفرستی کے باوجود ایک مختصر مضمون تحریر کر دیا ہے اور آپ کو ارسال کرنے کے لیے برخوردار عبدالقدوس سلمہ کے سپرد کر دیا ہے، دعا ہے اللہ تعالیٰ اس کتاب کو بھی جلد از جلد شائع فرمائیں۔ اس کی اشاعت کا انتظار رہے گا۔ والسلام

سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

(جاری.....)

۲۵/ربیع الاول ۱۴۰۴ھ

انتخاب: سید عبدالواسع ترمذی

داستان سفر حرمین شریفین (آخری قسط)

زادہما للہ تعالیٰ شرفاً و تعظیماً و تکریماً

مشاہدات و جذبات اور حج نبوی کی ایک جھلک

سرزمین طیبہ

مدینہ منورہ مکہ معظمہ سے تقریباً ۴۵۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کی فضیلت سے بھلا کس مسلمان کو انکار ہے؟ ہمارے لیے مدینہ منورہ کی افضلیت کا اس سے بڑا کیا ثبوت کہ یہاں حضرت نبی کریم ﷺ رحمۃ للعالمین، خاتم الانبیاء والمرسلین، امام الانبیاء، سید ولد آدم کا گھر مبارک ہے۔ جس میں آج بھی اپنے دودوستوں کے ساتھ آرام فرماتے ہیں، جہاں جنت البقیع کا قدیم قبرستان ہے، جس میں حضور نبی کریم ﷺ کی بیٹیاں سیدہ زینب، سیدہ رقیہ، سیدہ ام کلثوم اور سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہن، حضور نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات، امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن، حضور نبی کریم ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم، حضور نبی کریم ﷺ کے تیسرے خلیفہ، داماد رسول اکرم حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم کے علاوہ تقریباً دس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آرام فرماتے ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”تم میں سے جس شخص کو مدینہ طیبہ میں موت آسکتی ہے تو اسے چاہئے کہ وہ یہ سعادت حاصل کرے، چونکہ میں یہاں مرنے والوں کی گواہی دوں گا“۔ (مجمع الزوائد)

خلیفہ دوم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ یہ دعا کیا کرتے تھے: ”اے اللہ! مجھے اپنے راستے میں شہادت عطا فرما اور اپنے رسول ﷺ کے شہر میں موت عطا فرما“۔

مسجد نبوی کے بارہ میں حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”میری اس مسجد میں

ایک نماز ایک ہزار نمازوں سے افضل ہے، سوائے مسجد الحرام کے۔

مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ تعالیٰ نے کیا خوب کہا ہے
 پھر پیش نظر گنبد خضریٰ ہے حرم ہے پھر نام خدا روضہ جنت میں قدم ہے
 پھر شکر خدا سامنے مخراب نبی ہے پھر سر ہے مرا، اور تر نقش قدم ہے
 پھر منت دربان کا اعزاز ملا ہے اب ڈر ہے کسی کا نہ کسی چیز کا غم ہے
 پھر بارگہ سید کونین میں پہنچا یہ ان کا کرم، ان کا کرم، ان کا کرم ہے
 ہر موئے بدن بھی جو زباں بن کے کرے شکر

کم ہے، بخدا ان کی عنایات سے کم ہے

مسجد نبوی میں حاضری کی کیفیت

مسجد نبوی میں حاضری کے وقت جو کیفیت انسان پر ہوتی ہے، اسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا، وہ ایک خاص کیف ہوتا ہے جو ہر شخص کو اپنے ذوق کے موافق حاصل ہوتا ہے۔ محترم ڈاکٹر صاحب حفظہ اللہ پر مسجد نبوی میں حاضری کے وقت جو کیفیت طاری ہوئی اس کے متعلق یوں رقم طراز ہیں:

مسجد شریف میں داخلہ کی کیفیت کیا پوچھتے ہو؟ یہ حال تھا کہ گناہوں کے بوجھ سے اپنے پاؤں پر چلنا دشوار تھا اور ڈرتے ڈرتے اپنے گناہوں میں ڈوبے ہوئے بدن کے ساتھ مسجد شریف میں داخل ہوا، دو رکعت نفل تحیۃ المسجد ادا کی۔ پھر لرزتی ٹانگوں، کانپتے ہونٹوں، نم ناک آنکھوں کے ساتھ، دل کی زبان سے درود و سلام پڑھتے ہوئے، گرتے پڑتے، جدید تعمیر کا صحن عبور کر کے نبی کریم ﷺ کے زمانہ انور کی مسجد شریف کے صحن میں قدم رکھا، سامنے حضرت نبی کریم ﷺ کا گھر جلوہ فگن تھا۔ جس میں اولاد آدم کے سردار، انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد کائنات کے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کے ساتھ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد کائنات کے افضل ترین بزرگ خلیفہ رسول اللہ، امیر المؤمنین سیدنا ابو بکر بن ابی قحافہ

رضی اللہ عنہم اور ان کے ساتھ حضرت ابوبکر کے بعد کائنات کے افضل ترین بزرگ خلیفہ رسول اللہ ﷺ خلیفہ دوم امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم آرام فرما ہیں۔

جنت کا باغیچہ

بندہ وہاں کھڑا تھا۔ جہاں حضرت نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ شب و روز گزارے، اور جس زمین کے ٹکڑے کے بارے میں حضرت محمد ﷺ کا ارشاد ہے کہ: ”میرے گھر اور منبر کے درمیان خالی جگہ جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے اور میرا منبر قیامت کے دن حوض پر ہوگا۔“

یقین جانے یہاں پر اپنے پاؤں کھڑا ہونا سوء ادب محسوس ہو رہا تھا، سوچتا تھا کہ کاش! میرا دل یہاں کافر بن جائے اور پلکوں کو قدم مل جائیں تو یہاں پر اپنا سب کچھ قربان کر دوں۔ دست بستہ ہوتے ہوئے بندہ حضرت نبی کریم ﷺ کے روئے انور کے سامنے پہنچ گیا، اور نرم آواز سے عرض کیا:

السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته، الصلوة والسلام عليك
يا رسول الله، الصلوة والسلام عليك يا نبي الله، الصلوة والسلام عليك يا حبيب
الله، الصلوة والسلام عليك يا خير خلق الله، الصلوة والسلام عليك
يا سيد ولد آدم، الصلوة والسلام عليك يا خاتم النبيين۔ ۛ

چھین لے مجھ سے نظرائے جلوۂ خوش روئے دوست

میں کوئی محفل نہ دیکھوں اب تری محفل کے بعد

ایک قدم دائیں طرف ہوا محسوس ہوتا تھا کہ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق اپنے ملنے اور چاہنے والوں کا اکرام فرما رہے۔

اور ساتھ ہی اسلام کی شان، اسلام کی عزت، فاتح مسجد اقصیٰ، مراد مصطفیٰ ﷺ امیر عمر بن خطاب آرام فرما رہے ہیں۔

بندہ نے ان دونوں بزرگوں کے درمیان کھڑے ہو کر عرض کیا:

”سلام ہو تم پر اے رسول اللہ ﷺ کے مصاحبین اور رفقاء اور وزراء، اللہ تعالیٰ تمہیں بہترین جزا دے۔ بندہ تمہارے پاس آیا ہے تاکہ تمہارے ذریعہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں یہ درخواست پیش کرے کہ حضور ﷺ ہماری سفارش قبول فرمائیں، اور ہمارے لیے پروردگار سے یہ دعا کریں کہ ہمیں آپ کی سنت اور ملت پر زندہ رکھے اور استقامت بخشے اور ہمارا اور تمام مسلمانوں کا آپ ﷺ کی جماعت کے ساتھ حشر فرمائے، آمین۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“۔ (ص ۱۱۲)

جنت البقیع

یہ مدینہ طیبہ کا قدیم قبرستان ہے، مسجد نبوی شریف کے بالکل متصل ہے۔ اس قبرستان میں دس ہزار کے قریب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین آرام فرما ہیں۔ جس میں امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، حضور ﷺ کی پھوپھیاں، ازواج مطہرات اور بنات رسول اکرم ﷺ رضی اللہ عنہن شامل ہیں۔

مسجد جمعہ

جنت البقیع کی مشرقی دیوار سے ہوتے ہوئے چند منٹ میں ایک شاندار مسجد کے سامنے پہنچے۔ یہ مسجد جمعہ ہے یہاں پر حضرت نبی کریم ﷺ نے ہجرت کے بعد پہلا جمعہ ادا فرمایا۔

بئر اریس

حضرت نبی کریم ﷺ اس کا پانی پسند فرماتے تھے اور اسی کنوئیں کے پانی سے حضرت محمد ﷺ کو آخری بار دنیا میں غسل دیا گیا۔

باغ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

حضرت ڈاکٹر صاحب حفظہ اللہ نے حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے باغ کے پس منظر پر اس طرح روشنی ڈالی ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

ما شاء اللہ یہ بہت گھنا اور خوبصورت باغ ہے، ارد گرد ٹھنڈے، تازہ اور صاف پانی

کی ندیاں بہہ رہی تھیں۔

واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ حضرت سلمان فارسی ایران کے رہنے والے تھے۔ حضرت نبی کریم ﷺ پر قربان ہونے چل پڑے، قافلہ والوں نے مدینہ طیبہ کے ایک یہودی کے ہاتھ بیچ دیا۔ حضرت نبی کریم ﷺ کی ہمسائیگی اور زیارت کی خاطر غلامی قبول کی، یہودی نے آزاد کرنے کے لیے شرط لگائی کہ تین سو عجوہ کھجور کے درخت لگا کر دو، جب پھل دیئے لگیں تو آزاد کر دوں گا۔

بزرگ بتاتے ہیں کہ عجوہ کھجور کا ایک درخت دس سال بعد پھل دیتا ہے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے پاؤں مبارک پکڑ کے اپنے سردار کی شرط بتائی، اگلے دن حضرت نبی کریم ﷺ حضرت سلمان اور دیگر صحابہ کرام کے ساتھ اسی جگہ تشریف لائے اور اپنے دست مبارک سے گھلیاں زمین میں دبائیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پانی دینے لگے، ماشاء اللہ چند دنوں میں درخت بڑے ہو گئے اور ایک سال کے اندر پھل دینے کے قابل ہو گئے۔

اس طرح نہ صرف حضرت سلمان فارسی آزاد ہو گئے بلکہ یہودی بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حضرت نبی کریم ﷺ کی غلامی میں آ گیا۔ (ص ۱۴۶)

مسجد قباء

نبی کریم ﷺ ہجرت فرما کر جب مدینہ طیبہ پہنچے تو محلہ قباء میں رہائش اختیار فرمائی اور اسی قبیلے کی زمین میں ایک مسجد تعمیر فرمائی، جس کا نام بعد میں مسجد قباء پڑ گیا۔ حضرت نبی کریم ﷺ نے بنفس نفیس مسجد کی تعمیر میں گارا، مٹی، پتھر اٹھا کر حصہ لیا۔ سبحان اللہ، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنے گھر سے وضو کر کے مسجد قباء میں آ کر نماز پڑھے اسے ایک عمرہ کا ثواب ملے گا“۔

نبی کریم ﷺ ہفتہ میں ایک بار یہاں تشریف لاتے۔

محبوب پہاڑ جبل احد

مسجد نبوی شریف سے چار کلو میٹر کے فاصلے پر جبل احد ہے، اس پہاڑ کی فضیلت کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے احد کو دیکھ کر فرمایا: ”یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔“

اس نے اپنے دامن میں امیر حمزہ، مصعب بن عمیر، عبداللہ بن جحش سمیت ۷۰ شہدائے اسلام کو ساڑھے چودہ سو سال پناہ دینے کا شرف حاصل کیا ہوا ہے۔ قریب ہی تیر اندازوں کا پہاڑ ہے جسے ”جبل رماہ“ کہتے ہیں۔
فراق کے چند آنسو

حضرت ڈاکٹر صاحب حفظہ اللہ نے مدینہ منورہ میں اپنے آخری لمحات ہجری کی تصویر کچھ یوں کھینچی ہے:

مدینہ طیبہ میں ہمارا آخری دن تھا۔ جب یہاں مدینہ طیبہ میں حاضر ہوئے تھے تو یہ خیال بھی نہ تھا کہ یہاں سے جانا بھی ٹھہرے گا، مگر یہ کیا؟ یہاں تو جان پر بن آئی ہے، مسجد نبوی میں داخل ہوا، اشراق کی نماز سے فارغ ہو کر حضرت نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، سلام عرض کیا، جدائی کے غم سے بخدا کھڑا ہونا بھی دشوار تھا۔

حضرت محمد ﷺ کے حجرہ شریف کے سامنے والے ستون مبارک سے سہارا لے کر رونے لگا اور آنسوؤں کی زبان میں یہ نعت عرض کی ۔

عطا قدموں میں ہو دائم حضوری یا رسول اللہ ہے اب ناقابل برداشت دوری یا رسول اللہ
عنایت ہوا اگر اک لمحہ اپنی خاص خلوت کا مجھے اک عرض کرنی ہے ضروری، یا رسول اللہ
اجازت ہو تو کچھ چشمان تر سے بھی بیاں کر لوں ابھی ہے داستان غم ادھوری یا رسول اللہ
مری غایت تمنا ہے، در اقدس کی در بانی زہے عزت اگر ہو جائے پوری یا رسول اللہ
مدینے ہی میں آ کر راحت و تسکین پاتی ہے دل فرقت زدہ کی ناصبوری یا رسول اللہ

دم رخصت نفیس اشکوں سے ہے تر ہے رحم فرماؤ

خدارا اک جھلک ہلکی سی نوری یا رسول اللہ

ان کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی خدمت میں

صلوٰۃ وسلام عرض کیا..... اور در ماندہ دل، چشم پر نم، اور حزن و ملال کے ساتھ پچھلے

قدموں باب بقیع سے باہر آیا۔ (ص ۱۸۷)

وہ عجب وقت تھا جب چلے تھے دیا رنگت و نور سے

وہ عجب سماں تھا جدا ہوئے تھے جو آستان حضور سے

کہوں کس سے رازِ غم نہاں، کہ ہیں اشک آنکھوں سے کیوں رواں

وہ سکون قلب نہیں یہاں، جو وہاں تھا قرب حضور میں

جناب مولانا کیفی مرحوم نے کیا خوب کہا ہے۔

احساس الم دل سے جدا کر نہ سکے اے دوست ترے غم سے وفا کر نہ سکے ہم

زندہ ہی چلے آئے دریا ر سے کیفی اک فرض محبت بھی ادا کر نہ سکے ہم

سرکارِ دو عالم ﷺ کے حج کی روئیداد

ڈاکٹر صاحب نے نبی کریم ﷺ کے حج مبارک کی روئیداد کو جس حسین پیرایہ میں تحریر

کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ قدرے اختصار سے یہ روئیداد انہیں کے الفاظ میں ملاحظہ ہو:

سن دس ہجری کا مبارک سال تھا، حضرت نبی کریم ﷺ نے اپنے ارادے مبارک

کا اعلان فرمایا۔ صحابہ کرام کا سننا تھا کہ مدینہ طیبہ میں جشن کا سماں ہو گیا۔ عورتیں، مرد،

بچے، بوڑھے سب ہی حضرت محمد ﷺ کی ہم رکابی میں دنیا کے اس مقدس ترین سفر میں شامل

ہونے کے لیے تیاریوں میں مشغول ہو گئے۔ مؤرخ حضرات نے ان کی تعداد کم و بیش ایک

لاکھ چوبیس ہزار تک بتائی ہے۔

اللہ اکبر! حضرت محمد ﷺ اپنے جاں نثاروں کے جھرمٹ میں ظہر کی نماز مسجد نبوی

شریف میں ادا فرما کر روانہ ہوئے۔ ۱۰ کلومیٹر کے فاصلے پر ایک مقام ذوالحلیفہ پر رکے۔ یہیں پر حج قرآن کی نیت سے احرام باندھا، اور آواز بلند تلبیہ پڑھا۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پیروی میں زور سے لبیک اللہم لبیک کا نعرہ بلند کیا۔ ایک ہفتہ کی مسافت کے بعد حضرت نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مکہ معظمہ شریف پہنچے۔

نبی کریم ﷺ مسجد الحرام میں

۴ ذوالحجہ ۱۰ھ یک شنبہ کا دن تھا، جب نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ پہنچے، غسل فرما کر مسجد حرام میں تشریف لے گئے، طواف سے فراغت کے بعد مقام ابراہیم (علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام) پر دو رکعت واجب الطواف پڑھیں۔ پہلی رکعت میں سورۃ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۃ اخلاص پڑھی۔ اس کے بعد حجر اسود کو بوسہ دیا اور صفا پہاڑی پر تشریف لائے، یہاں تک کہ بیت اللہ شریف نظر آنے لگا، پھر بڑی دیر تک اللہ پاک کی تکبیر و تحمید اور دعا فرماتے رہے۔ اس کے بعد مروہ پر سعی سے فراغت فرمائی۔

چونکہ نبی کریم ﷺ قربانی کا جانور ساتھ لائے تھے اور حج قرآن کی نیت فرمائی ہوئی تھی، اس لیے احرام مبارک نہ کھولا اور باقی لوگوں کو جن کے ساتھ قربانی کے جانور نہیں تھے اور انہوں نے مکہ مکرمہ سے خریدنے تھے، ان کو حکم فرمایا کہ وہ احرام کھول دیں، یوں ان کا حج تمتع بن گیا۔ ۴ دن حضرت نبی کریم ﷺ نے مکہ شریف میں قیام فرمایا۔

نبی کریم ﷺ منیٰ کے ریکزاروں میں

۸ ذوالحجہ شنبہ کو فجر کی نماز حرم شریف میں ادا فرما کر منیٰ تشریف لے گئے۔ دیگر حضرات صحابہ کرام نے بھی احرام باندھ لیا اور حضرت محمد ﷺ سے حج مبارک کے طریقے پوچھتے سیکھتے ساتھ روانہ ہوئے۔ اس موقع پر حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ ہمیں حج کا طریقہ اس طرح بتا دیجئے کہ گویا ہم آج ہی پیدا ہوئے ہیں۔ یعنی اس پر اطمینان نہ فرمائیے کہ یہ بات تو ان کو پہلے سے معلوم ہوگی۔“

ظہر سے پہلے منیٰ کے ریکیزاروں میں پہنچ گئے۔ یہ مقام حرم شریف سے کوئی ۴۰ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ یہاں ہمارے محبوب حضرت نبی کریم ﷺ نے ظہر، عصر، مغرب، عشاء ادا فرمائی تھیں۔

مقام عرفات اور خطبہ حج

رات کا قیام منیٰ میں فرمایا۔ اگلی صبح فجر کی نماز کے بعد عرفات کے میدان کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ ارذوالحج جمعہ مبارک کا دن تھا۔ اس پہاڑ کو جبل رحمت کہتے ہیں۔ حضرت نبی کریم ﷺ اپنی اونٹنی قصویٰ پر سوار تھے۔ کچھ دیر نمرہ کے مقام پر آرام فرمانے کے بعد طعن عرفہ تشریف لائے اور اونٹنی پر سوار رہ کر عظیم الشان طویل خطبہ مبارک پڑھا۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام اور صحابیات رضی اللہ عنہم و عنہن گوش برآواز تھے۔ یہیں پر فرمایا تھا کہ:

”کالے کو گورے پر، گورے کو کالے پر، عربی کو عجمی پر، عجمی کو عربی پر کوئی فوقیت نہیں۔ سودی نظام کو ختم فرمانے کا حکم صادر فرمایا۔ عورتوں کے بارہ میں مردوں کو حکم فرمایا کہ اس کمزور مخلوق پر رحم کرتے رہنا، اپنے ساتھ کام کرنے والے ملازموں پر آسانی کا معاملہ فرمانے کی وصیت کی اور نماز کی ادائیگی پر زور دیا۔“

اس کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کے لیے اذان و تکبیر فرمائی۔ حضرت محمد ﷺ نے ظہر و عصر ایک ہی وقت میں پڑھیں۔

نبی کریم ﷺ کی آہ وزاری

اس کے بعد حضرت نبی کریم ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار کھلے آسمان تلے غروب آفتاب تک دعاؤں اور گریہ وزاری میں مشغول رہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اقتداء فرمائی۔ اسی دوران آیت شریفہ: الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی نازل ہوئی۔ چشم دید گواہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ وحی الہی کے بوجھ سے اونٹنی

بیٹھ گئی تھی۔ اللہ اکبر۔ جزی اللہ عنام محمد اُصلی اللہ علیہ وسلم ماہواہلہ۔

نبی کریم ﷺ کا مزدلفہ میں قیام اور وادی محسر

غروب آفتاب کے وقت مغرب کی نماز ادا کئے بغیر حضرت نبی کریم ﷺ عرفات سے روانہ ہوئے اور ایک جگہ مزدلفہ کے قریب اونٹنی سے اتر کر تقاضے وغیرہ سے فارغ ہوئے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے وضو کرایا۔ مزدلفہ پہنچ کر تازہ وضو سے مغرب اور عشاء کی نمازیں اکٹھی پڑھائیں، اس طرح کہ مغرب کے فرائض کے بعد عشاء کے فرائض پڑھائے سنتیں اور وتر بعد میں ادا فرمائے۔

حضرت نبی کریم ﷺ نے رات وہیں بسر فرمائی اگلی صبح ۱۰ ذوالحجہ ہفتہ کا دن تھا، صبح کی نماز ادا فرما کر جبرات کو مارنے کے لیے کنکریاں اکٹھی فرمائیں اور منیٰ روانہ ہوئے۔ یہاں سے منیٰ جاتے ہوئے ”وادی محسر“ آتی ہے یہ وہی جگہ ہے جہاں پر ابرہہ کا لشکر تباہ ہوا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے یہاں سے اپنی اونٹنی کو تیز فرما دیا کہ جلدی سے عذاب والی جگہ سے گزر جائیں۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی آزمائش

یہیں منیٰ کا وہ تاریخی میدان ہے جہاں حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ پاک کے حکم سے اپنے معصوم بچے کو قربانی کے لیے پیش کیا۔ یہ فقط اللہ پاک کا امتحان تھا جس میں ہمارے پیارے، بوڑھے، سفید ڈاڑھی والے مگر مضبوط حوصلے اور دل والے اولوالعزم پیغمبر خدا حضرت نبی کریم ﷺ کے جد امجد حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۰۰/۱۰۰ نمبروں سے کامیاب قرار پائے اور اللہ پاک نے اپنی آخری کتاب اور کلام مجید میں حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان مبارک میں فرمایا کہ:

”ابراہیم نے اپنا خواب سچا کر دکھایا اور آزمائش میں پورے اترے۔“

اور قیامت تک کے لیے لوگوں کی زبان پر:

اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على ابراهيم
وعلى آل ابراهيم انك حميد مجيد۔ اللهم بارك على محمد
وعلى آل محمد كما باركت على باركت على ابراهيم
وعلى آل ابراهيم انك حميد مجيد

جاری کرادیا کہ ان کہ ذات گرامی پر صلوٰۃ و سلام جاری رہے گا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے قربانی سے فراغت کے بعد حضرت معمر یا حضرت خراس کو
بلا کر ان سے حجامت بنوائی، ناخن ترشوائے اور یہ بال مبارک اور ناخن مبارک اپنے
جانثاروں میں تقسیم فرمائے۔

اس کے بعد احرام کی چادریں مبارک اتار کر کپڑے زیب تن فرمائے اور خوشبو
لگائی، ناشتہ تناول فرمایا۔ اس دوران حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حاضر ہو کر حج کے متعلق
مسائل دریافت فرماتے رہے۔ اب آپ ﷺ حج کے آخری فرض طواف زیارت کے لیے
بیت اللہ شریف روانہ ہوئے۔ ظہر کی نماز حرم شریف میں پڑھائی، طواف زیارت کیا اس
کے بعد زم زم کے کنوئیں پر تشریف لائے اور اپنے دست مبارک سے ڈول کھینچ کر زم زم
نوش فرمایا۔ سعی ادا فرمائی اور منیٰ واپس تشریف لائے، تین دن منیٰ کے خیموں میں قیام فرمایا
اور روزانہ زوال کے بعد تینوں جمرات کو کنکریاں ماریں۔ منیٰ کے قیام دوران متعدد وعظ
فرمائے جن میں ایسے الفاظ مبارک بھی ارشاد فرمائے کہ: ”شاید میں تم سے پھر نہ مل سکوں۔“

۱۳ روز والحد کو آخری بار کنکریاں مارنے کے بعد مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔ طواف
وداع ادا فرمایا اور صبح کی نماز پڑھائی۔ یوں اللہ پاک کے فضل سے ۱۴ روز والحد کو حج کے
ارکان سے فراغت کے بعد مدینہ طیبہ کی طرف مع خدام جاں نثاران واپسی ہوئی۔

والصلوة والسلام على من لا نبی بعده۔ (۲۰۷)

ڈاکٹر قاری خلیل احمد تھانوی مدظلہم

توارخ وفات حضرت مولانا وکیل احمد شروانی قدس سرہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم:

۱۷ جنوری ۲۰۱۶ء کو صبح نماز فجر کے وقت حضرت مولانا وکیل احمد شروانی انتقال فرما گئے، انا اللہ وانا الیہ راجعون مولانا موصوف حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ کے خلیفہ اجل حضرت مولانا جلیل احمد شروانی کے فرزند ارجمند تھے۔

مولانا جلیل احمد شروانی حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے عاشق زار تھے علیگڑھ کے رہنے والے صاحب ثروت لوگوں میں سے تھے، لیکن حکیم الامت کی صحبت اور قرب کو حاصل کرنے کے لئے تھانہ بھون میں حکیم الامت کے گھر کے ایک پورشن میں قیام پذیر ہو گئے تھے۔ حکیم الامت کا ایسا قرب حاصل ہوا کہ ایک مرتبہ حکیم الامت نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو اپنا متبنی (لے پالک) بناتا تو جلیل احمد کو بناتا۔

حضرت تھانوی کی وفات تک مولانا جلیل احمد تھانہ بھون ہی میں مقیم رہے۔ اور اسی گھر میں حضرت مولانا وکیل احمد شروانی کی ولادت ہوئی۔ جب مولانا وکیل احمد شروانی چلنے پھرنے کے قابل ہوئے تو حکیم الامت کی خدمت میں آتے جاتے تھے حکیم الامت آپ کو پیار سے مگن میاں کہتے تھے۔ اس عرف کا اثر مولانا پر یہ ہوا کہ ہمیشہ سادگی اور دینداری میں مگن رہے۔ باوجودیکہ مولانا تیس چالیس مربوں کے مالک تھے لیکن انتہائی سادہ بود باش اختیار کی ہوئی تھی۔

مولانا جلیل احمد شروانی قیام پاکستان کے بعد پاکستان آ گئے تھے اور انہوں نے جامعہ اشرفیہ لاہور میں مفتی محمد حسن صاحب کے پاس قیام فرمایا اور اپنے شیخ حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے مرتب فرمودہ صیانتہ المسلمین کے نظام کو قائم کرنے کے لئے ایک جماعت مجلس صیانتہ المسلمین قائم فرمائی۔ حضرت مولانا وکیل احمد شروانی اپنے والد مرحوم کی

قائم کردہ مجلس صیانتہ المسلمین کے منشور کو پھیلانے میں ساری زندگی لگن رہے۔ ایک رسالہ ”الصیانتہ“ کے نام سے ماہوار شائع کرنا شروع فرمایا جو آخرت وقت تک بحسن و خوبی شائع فرماتے رہے۔

سندر میں ۱۶ کنال جگہ پر مجلس صیانتہ المسلمین کا مرکز قائم کیا اور ایک بہترین مسجد تعمیر کروائی۔ مجلس صیانتہ المسلمین کے کام کو قریہ قریہ اور بستی بستی پھیلایا۔ اس کام میں مولانا کے ہمراہ جو دوسرے اکابرین شروع سے ہی وابستہ تھے۔ ان میں مولانا سید نجم الحسن تھانوی رحمۃ اللہ علیہ صدر مجلس صیانتہ المسلمین اور شیخ الحدیث مولانا مشرف علی تھانوی ناظم مجلس صیانتہ المسلمین کے اسماء گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان تینوں اکابرین نے جامعہ اشرفیہ میں سالہا سال مجلس کے انتظامات و اجتماعات کا اہتمام کیا اور سالانہ اجتماع میں حکم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء کی مجالس منعقد کرنے کا اہتمام کیا جاتا جس سے اہل پاکستان مستفید ہوتے رہے اس سارے کام کے روح رواں مولانا وکیل احمد شروانی ہی تھے۔ جب سے وہ علیل ہوئے تھے تو یہ سلسلہ موقوف ہو گیا تھا۔

مجلس صیانتہ المسلمین سے چھپنے والے سینکڑوں پمفلٹ و رسائل دینیہ مولانا کی یادگار اور صدقہ جاریہ ہیں مولانا کا اصلاحی تعلق حضرت تھانوی کے خلیفہ مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب سے تھا آپ ان کے اجل خلفاء میں سے تھے۔ اپنے گھر پر مجلس اصلاح و تربیت منعقد فرماتے تھے اور سلسلہ بیعت و اصلاح بھی جاری فرمایا۔ نیز اپنے شیخ حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب کی کتاب ”تعلیمات اسلام“ اور ”مقالات اشرف“ بھی مولانا نے طبع فرمائی ہیں۔

مولانا وکیل احمد صاحب شروانی کی حیات و کارہائے نمایاں پر ایک مفصل مضمون لکھنے کی ضرورت ہے، فی الوقت احقر نے حضرت مولانا وکیل احمد صاحب کی کچھ تواریخ وفات قلم بند کی ہیں جو ہدیہ قارئین ہیں۔ جملوں میں مرتب کردہ تواریخ میں مولانا کی

صفات کا تذکرہ ہے اور آیات میں مرتب کردہ تواریخ میں ان کے لئے نیک فال ہے۔
 پہلی تاریخ میں اشارہ ہے کہ نیک اور بد برابر نہیں ہوتے نیکوں کا مقام جنت ہے اور
 مولانا بھی چونکہ نیک صالح تھے اس لئے اللہ سے یہ امید ہے کہ ان کو جنت میں بھیجا جائے گا۔
 دوسری میں اشارہ ہے کہ اللہ دوزخ کے عذاب سے بچالے گا۔
 تیسری میں اشارہ ہے کہ جنت میں ان کا مقام وٹھکانہ بہترین ہے۔
 چوتھی تاریخ میں اشارہ ہے کہ وہ عیش کی پسندیدہ زندگی میں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ
 حضرت مولانا کی مغفرت فرمائے اور ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اور ہم
 سب کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

تواریخ وفات

استاذ گرامی حضرت مولانا وکیل احمد شیروانی قدس سرہ

- (۱) آہ مولانا وکیل احمد گن شروانی فوت ہوئے
 ۹۳۰ + ۵۰۷ = ۱۴۳۷ھ
- (۲) چراغ بزم اشرف وکیل احمد جاں داد
 ۱۸۳۴ + ۱۸۲ = ۲۰۱۶ء
- (۳) مولانا وکیل احمد یک خلیفہ مجاز مولانا مسیح اللہ خان
 ۲۴۷ + ۸۰۶ + ۹۶۳ = ۲۰۱۶ء
- (۴) آہ حاجی مولانا وکیل احمد فرزند مولانا جلیل احمد شروانی
 ۲۷۵ + ۳۴۱ + ۸۲۱ = ۱۴۳۷ھ
- (۵) مولینا وکیل احمد استاد جامعہ اشرفیہ
 ۲۵۶ + ۱۱۸۱ = ۱۴۳۷ھ

(۶) عالی مقام مولینا وکیل احمد رکن مجلس صیانتہ المسلمین

$$۶۱۷ + ۸۲۰ = ۱۴۳۷ھ$$

(۷) چراغ بزم اشرف ولی زادہ وکیل احمد

$$۱۸۳۴ + ۱۸۲ = ۲۰۱۶ء$$

(۸) محبوب غریق رحمت

$$۵۸ + ۱۹۵۸ = ۲۰۱۶ء$$

(۹) آہ حاجی وکیل احمد رخصت

$$۱۴۷ + ۱۲۹۰ = ۱۴۳۷ھ$$

(۱۰) لقال اللہ جل امرہ لا یستوی اصحاب النار واصحاب الجنة اصحاب الجنة هم الفائزون

$$۵۰۶ + ۱۵۱۰ = ۲۰۱۶ء$$

(۱۱) وقد قال جل اسمه فوقاهم اللہ شر ذلک الیوم

$$۳۸۰ + ۱۶۳۶ = ۲۰۱۶ء$$

(۱۲) لقد قال اللہ جل علمہ حسن مستقرا ومقاما

$$۵۰۹ + ۱۵۰۷ = ۲۰۱۶ء$$

(۱۳) وانما قال اللہ جل اسمه فہو فی عیشة راضیة

$$۴۳۴ + ۱۵۸۲ = ۲۰۱۶ء$$

خلیل احمد تھانوی لاہور

۱۴۳۷ھ

مولانا سجاد حسین زید مجرہ

اخبار الجامعہ

۶ ربیع الثانی: حضرت صدر جامعہ مدظلہم حضرت مولانا وکیل احمد شیروانی رحمہ اللہ تعالیٰ استاذ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور کے جنازہ اور تدفین میں شرکت کے لیے لاہور تشریف لے گئے۔

۸ ربیع الثانی: حضرت مدظلہم عمرہ کی ادائیگی کے لیے سفر حرمین شریفین پر روانہ ہوئے۔ ۲۸ ربیع الثانی کو بخیر و عافیت واپسی ہوئی۔ اس مبارک سفر میں دیگر احباب کے علاوہ بندہ اور حضرت الاستاذ مفتی محمد حبیب اللہ صاحب مدظلہم کو بھی حضرت مدظلہم کی معیت حاصل رہی۔

۲۶: درجہ کتب کے طلبہ کاشش ماہی تحریری امتحان شروع ہوا۔ ۲۹ ربیع الثانی بروز بدھ درجہ حفظ اور کتب کے طلبہ کا تقریری امتحان ہوا۔ ۴ جمادی الاولیٰ بروز ہفتہ تمام درجات میں پڑھائی کا باقاعدہ آغاز ہو گیا۔ ۵ جامعہ ہذا میں تکمیل حفظ قرآن کے سلسلہ میں مختصر تقریب منعقد ہوئی، اور حضرت مدظلہم نے طلبہ کو آخری سبق پڑھا کر بیان کے بعد دعا فرمائی۔ ۶ حضرت مدظلہم کے ماموں جناب سید عبدالوحید شاہ صاحب بگھیانہ (پھول نگر) میں مختصر علالت کے بعد انتقال کر گئے، ان اللہ وانا الیہ راجعون۔ بعد نماز عصر حضرت مدظلہم نے جنازہ پڑھایا اور تدفین ہوئی، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پسماندگان کو صبر و اجر سے نوازیں۔

۷ حضرت مولانا سیف الرحمن قاسم صاحب مدظلہم گوجرانوالہ سے تشریف لائے، اور طلبہ کو حیات عیسیٰ علیہ السلام پر تفصیلی درس دیا۔

حضرت علامہ مولانا محمد عبدالغفار تونسوی مدظلہم جامعہ میں تشریف لائے اور تین روز درجہ تخصص کے طلبہ کو در فرق باطلہ پر دروس دے کر بروز جمعرات واپس ہوئے۔